خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

تعویذ اور دم

قرآن و سُنّت کی روشنی میں

خواجہ محمّد قاسم

ناشر

ادارۂ احیاء السُّنّۃ گھرجاکھ گوجرانوالہ پاکستان

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

تعویذ اور دم

قرآن وسُنّت کی روشنی میں

خواجہ محمّد قاسم

ناشر

اِدارہ اِحیاءُ السُّنّۃ گھرجاکھ گوجرانوالہ پاکستان
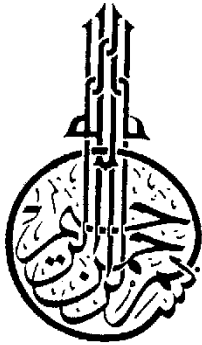
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعویذ رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں

تعویذ لٹکانا زمانہ جہالت کی یادگار ہے آنحضرت ﷺ کی سنت نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے میرے گلے میں ایک دھاگہ دیکھا کہنے لگے یہ کیا ہے میں نے کہا اس میں میرے لئے دم کیا گیا ہے تو آپ نے اسے پکڑ کر کاٹ ڈالا اور کہا اے خاندان عبداللہ تم شرک سے بے نیاز ہو میں نے حضور ﷺ سے سنا' وہ فرماتے تھے :-

ان الرقی والتمائم والتولة شرك ﴿مشکوۃ کتاب الطب والرقی بحوالہ ابوداؤد﴾

دم' تعویذ اور محبت کے ٹوٹکے شرک ہیں۔

امام حاکمؒ اور ذہبیؒ سے اسکی تصحیح ثابت ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۱۷۱)

حضرت عبداللہ بن عکیم صحابی رضی اللہ عنہ کو سرخ باد کی شکایت ہوئی تو انہیں عیسیٰ بن حمزہ نے مشورہ دیا کہ تعویذ کیوں نہیں لٹکا لیتے تو انہوں نے جواب دیا:-

تعویذ سے خدا کی پناہ۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے :-

من تعلق شيًا وكل اليه ﴿ترمذی مع تحفہ الاحوذی ج ۳ ص ۱۷۱﴾

جو شخص کچھ لٹکا لے وہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ما ابالی ما اتیت ان انا شربت تریاقا او تعلقت تمیمة او قلت الشعر من قبل نفسی ﴿عن ابن عمر رضی اللہ عنه ابو داؤد مع عون المعبود ج ٤ ص ٥﴾

تریاق پینا، تعویذ لٹکانا یا اپنی طرف سے شعر کہنا میرے لئے گناہ میں برابر ہے۔

نیز فرمایا۔

من تعلق تمیمة فلا اتم اللہ له ومن تعلق ودعة فلا ودع اللہ له ﴿عن عقبه بن عامر جهنی رضی اللہ عنه—مسند احمد ج ٤ ص ١٧٣﴾

جو تعویذ لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے اور جو گھونگا لٹکائے اللہ تعالیٰ اسے نہ چھوڑے۔

حضور ﷺ کے پاس ایک وفد بیعت کے لئے حاضر ہوا آپ نے ان میں سے نو کی بیعت لی مگر ایک سے نہ لی وجہ دریافت کرنے پر فرمایا کہ اس نے تعویذ پہنا ہوا ہے پس ہاتھ ڈال کر اس کا تعویذ کاٹ ڈالا اور بیعت لے لی اور فرمایا:۔

من علق تمیمة فقد اشرك ﴿عن عقبه بن عامر رضی اللہ عنه مسند احمد ج ٤ ص ١٧٥ مطبوعه احیاء السنة﴾

جس نے تعویذ لٹکایا تحقیق اس نے شرک کیا۔

تعویذ اور شرک

بعض لوگ ان احادیث کے بارے میں کہتے ہیں وہ تعویذ منع ہیں جن میں شرکیہ الفاظ پائے جائیں مگر یہ تاویل نامناسب ہے۔ احادیث سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ تعویذ فی نفسہ شرک ہے۔ خواہ اس میں شرکیہ الفاظ پائے

جائیں یا نہ پائے جائیں۔ اگر شرکیہ الفاظ پائے جائیں تو اس کے شرک ہونے میں شبہ ہی نہیں۔ بلکہ اس کے بتلانے کی بھی ضرورت کیا ہے۔ بظاہر یہ شرک نہ محسوس ہو پھر اس کو شرک کہا جائے یہ بتلانے کی بات ہے۔

جیسے ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

ان یسیر الریاء شرك ﴿عن عمر رضی اللہ عنه ابن ماجه ۲۸۷﴾

تھوڑی سی ریا کاری بھی شرک ہے۔

یا فرمایا۔

من صلی یرائی فقد اشرك ومن صام یرائی فقد اشرك ومن تصدق یرائی فقد اشرك ﴿عن شداد بن اوس رضی اللہ عنه— احمد ج ٤ ص ١٤١﴾

جس نے دکھلاوے کے لئے نماز' روزہ اور خیرات کی اس نے شرک کیا یا

جیسے فرمایا۔

الشرك الخفی ان یقوم الرجل یصلی فیزین صلاته لما یری من نظر رجل ﴿عن ابی سعید، ابن ماجه ص/ ۳۱۰﴾

کسی کو دکھلانے کیلئے اپنی نماز کو خوبصورت بنا کے پڑھنا شرک خفی ہے۔ حالانکہ شرک خفی یا شرک اصغر ہونے کی وجہ سے تعویذ کی طرح ریاکاری میں بھی شرک کا وہ تصور موجود نہیں جو ہمارے ذہنوں میں ہے تو ان احادیث کا یہ مفہوم نہیں لیا جائے گا کہ وہ ریاکاری منع ہے جس میں شرک پایا جائے دوسری ریاکاری جائز ہے۔ اس قسم کی تقسیم مضحکہ خیز ہوگی یہ تاویل تو بالکل ایسی ہے جیسے کہا جائے بت سازی یا پکی قبریں بنانا صرف اس صورت میں منع ہیں جب ان کے ذریعے شرک کیا جائے ورنہ کوئی حرج نہیں۔ یا جیسے نبی ﷺ نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جھوٹ بولنا' وعدہ خلافی کرنا اور امانت میں خیانت کرنا۔ اب اگر

کوئی کہے یہ صفتیں صرف اس صورت میں منافقت کی علامتیں ہیں۔ جب کسی شخص کے دل میں عبداللہ بن ابی کی طرح نفاق پایا جاتا ہو ورنہ خیر ہے۔ تو ظاہر ہے ایسا کہنے والے کے متعلق یہی سوچا جائے گا کہ اس کے دماغ کا کوئی پیچ ڈھیلا ہے۔ شرکیہ اور غیر شرکیہ کی بحث چھیڑ دینے سے تو پھر غیر شرکیہ تولہ کو بھی جائز کہنا ہو گا۔

اگر تعویذ سے منع والی احادیث کو شرکیہ الفاظ پر محمول کر لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کے گھروں میں ابھی تک شرک موجود تھا اور عیسیٰ بن حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی عبداللہ بن عکیم صحابی کو شرک کا مشورہ دیا تھا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

مجھے افسوس ہے بعض تعویذ پیشہ حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی صاحبہ شرکیہ اور شیطانی عمل کراتی تھیں۔ اسی وجہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں منع فرما دیا تھا۔ یونہ جیسا کے آگے ذکر آرہا ہے وہ ایک یہودی سے بھی دم کراتی رہی تھیں۔ گزارش ہے کہ وہ یہودی والی بات زمانہ ماضی کا قصہ تھا جسے انہوں نے بطور حوالہ بیان کیا۔ یہ دم شدہ دھاگہ تو انہیں ایک بڑھیا نے دیا تھا جو ان کے ہاں آتی جاتی تھی۔ (ابن ماجہ ۲۵۴)

اس عورت کے یہودیہ ہونے یا اس دھاگہ کے شرکیہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ ایک مریض کی عیادت کو گئے آپ نے اس کی گردن میں دھاگہ دیکھ کر توڑ ڈالا اور یہ آیت پڑھی۔

وما یؤمن اکثرھم باللہ الاوھم مشرکون ﴿یوسف ۱۰۶﴾

اکثر اللہ پر ایمان لانے والے بھی مشرک ہوتے ہیں۔ (ج ۲ ص ۴۹۴)

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا۔

لومت وهو عليك ما صليت عليك

اگر تو اسی حالت میں مرجاتا تو میں تیری نماز جنازہ نہ پڑھتا۔

تمیمتہ

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے استاد ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں:-

کانوا یکرھون التمائم کلھا من القرآن وغیر القرآن ﴿مصنف ابن ابی شیبہ﴾

سلف صالحین تمام تعویذوں کو برا جانتے تھے چاہے قرآن سے ہوں یا علاوہ قرآن کے۔

میرے نزدیک تو یہ مفروضہ بھی صحیح نہیں کہ دور جہالت کے تمام تعویذ مشرکانہ ہوتے تھے' نہایہ ابن اثیر میں ہے۔

التمائم جمع تميمة وهى خرزات كانت العرب تعلقها على اولادهم وهم يتقون بها العين فى زعمهم فابطلها الاسلام۔

تمائم تمیمتہ کی جمع ہے یہ منکوں کو کہتے ہیں بزعم خود نظر بد سے بچنے کے لئے عرب انہیں اپنے بچوں کے گلے میں لٹکا دیتے تھے اسلام نے اس رسم کو مٹا دیا۔

اب بتلائیے ان منکوں میں کہاں سے شرک گھس آیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے تعویذ منع ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت سے ان لوگوں کی تاویل بھی مسترد ہوگئی جو تمیمہ اور تعویذ میں فرق کر کے مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف قرآنی یا غیر قرآنی ہر قسم کے تعویذ پر لفظ تمیمہ کا اطلاق کر لیتے تھے اور اسے ناپسند فرماتے تھے۔

قاموس میں تمیمہ کا معنی لکھا ہے۔

المعلقة على الصبى

یعنی کوئی شے جو بچے کے (گلے میں) لٹکائی جائے عام اس سے کہ وہ منکے ہوں یا مروجہ تعویذات۔

نیز حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تمیمہ اور ودعہ (گھونگا) کا الگ الگ ذکر فرمانا اور حضرت عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ کی من تعلق شیا والی حدیث میں عموم کو ملحوظ رکھنا بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ یہ سمجھنا کہ اس سے منکے یا اسماء و صفات الٰہی کے علاوہ تعویذ ہی مراد ہیں محض ایک بے دلیل بات ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے حنفیہ خواہ مخواہ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب سے مقتدیوں کو مستثنٰی کر لیتے ہیں۔

بذاتہ موثر

بعض علمائے کرام یہ تاویل فرماتے ہیں کہ تعویذ لٹکانا اس صورت میں منع ہے جب اسے بذاتہ موثر مانا جائے۔ اگر اللہ تعالٰی کے حکم سے موثر مانا جائے تو پھر کچھ مضائقہ نہیں یہ تاویل خالص بریلویانہ علم کلام کا حصہ ہے۔ یہ حضرات قرآن پاک کے الفاظ ولا اعلم الغیب کی تشریح یوں فرمایا کرتے ہیں کہ میں ذاتی طور پر غیب نہیں جانتا۔ یعنی ویسے جانتا ہوں۔

بات یہ ہے اگر ان کاغذی تعویذوں کو اللہ تعالٰی کے حکم سے موثر ماننا ہے۔ تو کیا اللہ تعالٰی بہرا ہے۔ جو دعا اور دم کو نہیں سن سکتا۔ صرف کاغذی تحریروں کو ہی پڑھ سکتا ہے۔ روحانی علاج کے لئے دم اور دعا پر اکتفا نہ کرنا اور اس مسئلے پر لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جانا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان لوگوں نے کاغذی تعویذوں کو بذاتہ موثر مان لیا ہے ورنہ اللہ تعالٰی تو زبانی تعویذ کو بھی خوب سمجھتا

ہے۔ اور اگر ان کا یہ خیال ہے کہ شیاطین ان کاغذی تعویذوں سے زیادہ خوف کھاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ شیاطین کے دل میں اللہ تعالیٰ کا اتنا ڈر نہیں جتنا ڈر کہ ان کے دل میں ان عاملوں اور مولویوں کی مصنوعات کا ہے۔ یعنی جب تک یہ عامل اور مولوی اپنا لچ نہ تل لیں۔ نبی ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق کلام الٰہی کا پڑھنا بیکار ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

البتہ ابوداؤد ج ۴ ص ۱۸ اور ترمذی ج ۴ ص ۲۶۶ وغیرہ میں ایک روایت آتی ہے۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان رسول الله صلى الله علیه وسلم قال اذا فزع احدكم فى النوم فليقل اعوذ بكلمات الله التامة من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون فانها لن تضره وكان عبدالله بن عمرو بن العاص يلقنها من بلغ من ولده ومن لم يبلغ منهم كتبها فى صك ثم علقها فى عنقه۔

عمرو بن شعیب اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نیند
میں ڈر جائے تو یوں کہے میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے
پورے کلمات کے ساتھ اس کے غضب سے اس کے عذاب
سے اس کے بندوں کے شر سے شیطانی وسوسوں سے اور اس
سے کہ شیطان میرے پاس حاضر ہوں تو شیطان اسے کوئی

نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص یہ دعا
اپنے بالغ بچوں کو سکھلا دیا کرتے تھے اور کاغذ پر لکھ کر نابالغ
بچوں کے گلے میں لٹکا دیا کرتے تھے۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔ راوی عمرو بن شعیب کے بارے میں امام ترمذیؒ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں محدثین نے عمرو بن شعیب کی روایت کو ضعیف اس لئے کہا ہے کہ وہ اپنے دادا کے صحیفہ سے بیان کرتا ہے خود اس کا دادا سے سماع ثابت نہیں یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب کی روایت ہمارے نزدیک بے کار ہے۔

﴿باب ماجاء فی کراھة البیع والشراء وانشاد الضالة فی المسجد ج ١ ص ٢٧٦﴾

عمرو بن شعیب سے روایت کرنے والے محمد بن اسحٰق کے متعلق حنفیہ کی جرح مشہور ہے کم از کم وہ اس سے استدلال نہیں کر سکتے۔ اگر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو عبداللہ بن عمرو بن عاص کا عمل احادیث کے خلاف ہے کیونکہ حدیث کا لفظ فلیقل ہے یعنی کہے نہ کہ لٹکائے۔ حدیث رسول ﷺ پر ایک صحابی کے انفرادی عمل کو ترجیح نہیں دی جا سکتی ورنہ پھر آپ کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کے بے شمار تفردات کو قبول کرنے کے لئے بھی تیار ہو جانا چاہئے۔ بلکہ انہی سے مروی ہے کہ ان کے والد محترم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا یہ خیال تھا کہ دفن ہونے کے بعد میت باہر کھڑے لوگوں کو محسوس کرتی ہے۔ (مسلم ج ١ ص ٧٦)

حالانکہ یہ اہلحدیث کا مسلک نہیں ہے۔

بعض علماء کا یہ خیال ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بچوں کے گلے میں یہ دعا تعویذ کے طور پر نہیں لٹکاتے تھے بلکہ اس لئے لٹکاتے تھے تاکہ وہ اسے پڑھ کر یاد کر لیں۔

اور کم از کم صحابی مذکور کے عمل سے اتنا تو معلوم ہوا کہ تعویذ معصوم بچوں کو پہنایا جا سکتا ہے بڈھے طوطوں کو نہیں۔ گو حدیث کی روشنی میں بندہ اس کا بھی قائل نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :-

تعویذ ابراہیمی

کان رسول اللہ ﷺ یعوذ الحسن والحسین یقول اعیذ کما بکلمات التامات من کل شیطان وھامة ومن کل عین لامة ویقول ھکذا کان ابراھیم یعوذ اسحاق واسماعیل ﴿ترمذی ج ۳ ص ۱۶۶﴾

نبی ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو یوں تعویذ فرمایا کرتے تھے کہتے میں تم دونوں کو پناہ میں دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان سے ہر زہریلے کیڑے سے اور ہر نظر بد سے۔ اور فرماتے ابراہیم علیہ السلام بھی یونہی اسحاق اور اسماعیل علیہما السلام کو تعویذ فرمایا کرتے تھے۔

غور فرمائیں حسنین اگر بچے تھے تو آنحضرت ﷺ خود ان کے لئے تعویذ فرماتے۔ ان کے گلے میں تعویذ نہیں لٹکاتے تھے اسحاق اور اسماعیل کے لئے سنت ابراہیمی بھی یہی تھی۔ (علیہم السلام)

تعویذ اور جانور

انسان تو اشرف المخلوقات ہے تعویذ تو نبی ﷺ نے جانوروں کے لئے بھی پسند نہیں فرمایا جو غیر مکلف ہوتے ہیں فرمایا :-

لا تبقین فی رقبة بعیر قلادة من وترا و قلادة الا قطعت ﴿عن ابی بشیر انصاری بخاری ص ۴۲۱ مسلم ج ۲ ص ۲۰۲﴾

اونٹوں کے گلے سے قلادے یا فرمایا کمان کی تانت کے قلادے کاٹ دیئے

جائیں۔

امام مالکؒ کا خیال ہے اس قسم کے قلادے نظر بد سے بچانے کے لئے پہنائے جاتے تھے۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۰۲)

صحیح تعویذ

ایک شخص نے عرض کیا:۔

یا بنی ا للہ علمنی تعویذا اتعوذبه قال قل اللهم انی اعوذ بك مـن شر سمعی و شر بصری وشر لسانی وشر قلبی وشر منیّی ﴿ابـوداؤد ج ۱ ص ۵٦٨﴾

یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی تعویذ سکھلایئے جو میں کیا کروں' فرمایا۔

یوں کہا کرو "یااللہ میں تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اپنے کان' آنکھ' زبان' دل اور نطفہ کی برائیوں سے۔"

یعنی آپ نے تعویذ لٹکانے کا نہیں بلکہ قل کہہ کر پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

حضرت نوح علیہ السلام کو جب بیٹے کی سفارش پر ڈانٹ پڑی تو

قال رب انی اعوذبك ان اسئلك مالیس لی به علم ﴿هود : ٤٧﴾

کہا اے رب میرے میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ اس سے کہ سوال کروں میں تجھ سے اس چیز کے متعلق جس کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون سے خطرہ محسوس کیا تو گلے میں تعویذ نہیں باندھا بلکہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وقال موسی انی عذت بربی وربکم من کل متکبر ﴿المومن ٢٧﴾

اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے میں پناہ پکڑتا ہوں اپنے اور تمہارے رب کے

ساتھ ہر متکبر سے۔

حضرت مریم علیہا السلام جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کچھ اور سمجھ بیٹھیں تو کسی تحریری تعویذ کا سہارا نہیں لیا بلکہ زبان سے گویا ہوئیں۔

قالت انی اعوذ بالرحمن منك ان كنت تقيا۔ ﴿مریم ۱۸﴾

کہنے لگیں میں پناہ مانگتی ہوں رحمٰن کے ساتھ تجھ سے اگر تو نیک ہے۔

خود حضرت مریم علیہا السلام جب پیدا ہوئی تھیں اور ابھی معصوم بچی تھیں تو ان کی والدہ ماجدہ نے زبانی ہی کہا تھا۔

انی اعيذهابك و ذريتها من الشيطان الرجيم ﴿آل عمران ۳۶﴾

میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نبی ﷺ کو تعوذ کا جو طریقہ بتلایا ہے وہ بھی کہنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ فرمایا

قل رب اعوذبك من همزات الشياطين واعوذبك رب ان يحضرون ﴿المومنون ۹۷۔ ۹۸﴾

کہو اے میرے رب میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ شیاطین کے وسوسوں سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ اس سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔

قرآن مجید کی آخری دو سورتوں کو معوذتین کہتے ہیں ان کے بارے میں باری تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ ان کو باندھو یا پیو یا چاٹو کالی روشنائی کے ساتھ یا زعفران کے ساتھ یا کستوری کے ساتھ بلکہ فرمایا۔

قل اعوذ برب الفلق ۔ قل اعوذ برب الناس

یعنی کہو اور کہو۔

جو لوگ بجائے کہنے کے باندھتے ہیں یا گھول کر پیتے ہیں وہ قرآن پاک کی

صریح خلاف ورزی کرتے ہیں ان سورتوں کی تو یہ شان ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ من اعین الجان واعین الانسان فلما نزلت المعوذتان اخذبھما و ترک ما سواھما ﴿ترمذی عن ابی سعید رضی اللہ عنہ ج ۳ ص ۱۶۵﴾

رسول اللہ ﷺ جنوں اور انسانوں کی نظر سے پناہ مانگا کرتے تھے جب معوذتین نازل ہوئیں تو آپ نے انہیں اختیار کر لیا اور باقی کو ترک کر دیا۔

لٹکانا ایک مہمل بات

معلوم ہونا چاہئے جس طرح ایک طبی نسخہ اسی وقت مفید ثابت ہوتا ہے جب اسے استعمال کیا جائے نہ کہ گلے میں ڈالا جائے۔

اسی طرح کلام الٰہی میں بیشک شفا ہے مگر اس صورت میں جب اسے پڑھا جائے اس پر غور کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے نہ کہ گلے میں لٹکایا جائے۔

قرآن مجید کے روحانی طور پر شفا ہونے میں شک نہیں بلکہ جسمانی لحاظ سے بھی اس کے شفا ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بشرطیکہ اسے سنت کے مطابق پڑھا جائے۔ احادیث میں طب نبوی ﷺ کا ذکر ہے۔ سرور کائنات ﷺ نے بکثرت طبی نسخے ارشاد فرمائے ہیں۔ مگر حرام ہے جو کبھی آپؐ نے کسی بیماری کے لئے تعویذ باندھنے کا نسخہ بھی تجویز فرمایا ہو آپؐ نے پنساریوں والی معمولی معمولی دوائیں یعنی کوٹھ، کلونجی اور عود ہندی وغیرہ تو مفید سمجھ کر بتلا دیں مگر یہ تعویذوں کا بنانا، بیچنا اور باندھنا نہ بتلایا۔ اگر تعویذ کا دھندا واقعی بہت موثر، حلال طیب اور قرآن مجید سے بھی ثابت ہے تو جن کی صفت رؤف رحیم ہے جو رحمۃ للعالمین ہیں ان کا فرض تھا کہ اپنی امت کو تعویذ باندھنے کی ہدایت بھی فرما دیتے۔ شرعاً نہ سہی بطور طبی علاج ہی سہی۔ وما ھو علی الغیب بضنین۔

متبدعانہ طرز استدلال

یہ اعتراض کرنا کہ آنحضرت ﷺ نے کلام الٰہی والے تعویذ بیچنے یا باندھنے سے منع نہیں فرمایا سراسر ایک مبتدعانہ طرز استدلال ہے۔ اہل بدعت کے پاس بھی اپنی بدعات کے حق میں سب سے موثر حربہ اور مضبوط دلیل یہی ہے۔ وہ بھی چیلنج کے انداز میں یہی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ان سے منع نہیں فرمایا۔

میرے بھائی جب قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے کہ تعوذ اس طریقہ سے پڑھنا چاہیئے۔ تو کیا یہ بات ہماری راہنمائی کے لئے کافی نہیں؟

فبای حدیث بعده یؤمنون

احادیث میں باقاعدہ باب الاستعاذہ موجود ہے۔ بتلایئے کسی حدیث شریف میں تعویذ باندھنے کا طریقہ بھی بیان ہوا ہے ہر جگہ یہی مذکور ہے کہ آپ تعوذ یوں پڑھتے۔ کیا حضور علیہ السلام کا طریقہ ہمارے لئے سنت نہیں ہے۔

ذرا خود ہی سوچئے آنحضرت ﷺ نے شیطان کو بھگانے کیلئے سورہ بقرہ یا آیتہ الکرسی یا معوذتین وغیرہ پڑھنے کا جو عمل ارشاد فرمایا ہے کیا اس سے ہماری تسلی نہیں ہوتی۔ اگر یہ اصول اپنا لیا جائے کہ جس چیز سے آنحضرت ﷺ نے منع نہیں فرمایا وہ جائز ہو جائے تو پھر اگر کوئی شخص نماز' روزہ' حج اور زکوۃ وغیرہ پر سنت کے مطابق عمل کرنے کی بجائے ان کے احکام لکھ کر گلے میں ڈال لے یا بازو سے باندھ لے اور کہہ دے کہ شریعت نے اس طریقے سے منع نہیں کیا ہے۔ تو کیا آپ اس کی تائید فرمائیں گے۔ بلکہ جو لوگ میت کے کفن پر الفی لکھتے ہیں یا قبر کے بیچ میں عہد نامہ رکھ دیتے ہیں تحریری تعویذوں کے حامی اہلحدیثوں کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔

حنفیہ نماز سے پہلے زبانی نیت پڑھتے ہیں۔ اہلحدیث دلائل دے کر ثابت

کرتے ہیں کہ نیت دل کا عمل ہے زبان کا عمل نہیں ہے۔ میں تعویذ کی سرپرستی فرمانے والے ان اہلحدیث بزرگوں سے پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا زبان کا عمل ہے یا بازو پر باندھنے کا؟ للہ الاسماء الحسنی فادعوہ بھا۔ (اعراف: ۱۸۰) یعنی اللہ کے نام ہیں اچھے اچھے پس پکارو اسے ان ناموں کے ساتھ یہ نہیں فرمایا کہ انہیں باندھو۔ آنحضرت ﷺ پر سب سے پہلی جو وحی نازل ہوئی وہ لفظ اقرا ہے یعنی پڑھو۔ یہ نہیں فرمایا کہ پیو یا باندھ یا لٹکاؤ۔

قرآن مجید نے تلاوت' تدبر اور عمل کی دعوت تو دی ہے گلے میں لٹکانے یا بازوؤں اور پنڈلیوں سے باندھنے کی دعوت نہیں دی یہ قرآنی آیات کا صحیح مصرف نہیں ہے۔

چنانچہ صاحب مرعاۃ حضرت مولنا عبیداللہ رحمانیؒ۔ جناب سید بدیع الدین راشدی۔ جناب مولنا محی الدین لکھوی اور علامہ ناصر الدین البانی نے تعویذ کو ناجائز اور بدعت قرار دیا ہے۔

قاضی ابوبکر بن العربیؒ شرح ترمذی میں فرماتے ہیں۔

تعلیق القرآن لیس من طریق السنة وانما السنة فیه الذکر دون التعلیق

﴿عون المعبود : ج ٤ ص ٦﴾

قرآن لٹکانا سنت نہیں پڑھنا سنت ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں اذکروہ کما ھداکم

یاد کرو اسے جس طرح اس نے تم کو ہدایت کی۔

افسوس کہ تعویذ بنانے والوں کے نزدیک قرآنی آیات کی اتنی ہی قدر ہے جتنی کہ کسی حکیم کی پڑیا کی ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے قرآن کریم کو تمیمہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ آہ اس سے بڑھ کر قرآن پاک کی کیا توہین ہو سکتی ہے۔ وہ قرآن جو اقوام عالم کی شفا کے لئے آیا تھا اسے اپنے مقام سے کس قدر نیچے گرا دیا گیا ہے۔

وما قدروا اللہ حق قدرہ

اقوال

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور کچھ تابعینؒ سے بھی تعویذ کے حق میں اقوال مروی ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

مگر یہ شے لائق اعتنا نہیں۔ احادیث کی موجودگی میں ہمیں کسی کے اقوال کی ضرورت نہیں غیروں کا سہارا لینا صرف مقلدوں کو زیب دیتا ہے حضرت عائشہؓ سے اگر واقعی کچھ ایسی بات منقول اور ثابت ہے تو اسے اجتہاد کی خطا کہا جا سکتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کو معراج کے جسمانی ہونے سے انکار تھا تو اس کا کیا کیجئے گا؟

حضرت عمرؓ کی طرف بھی کچھ بے سند قصے منسوب ہیں۔

حافظ ابن القیمؒ نے حافظ ابن تیمیہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ سے بھی تعویذ کا جواز بیان کیا ہے۔ (زاد المعاد ج ۳ ص ۱۸۰)

مگر کتاب و سنت سے دلیل کوئی نہیں دی۔ ظاہر ہے کسی کی آراء و اقوال سے ہمارا گھر پورا نہیں ہوتا کم از کم مسلک اہلحدیث رکھنے والوں کی زبان سے یہ راگ بہت بے سرا معلوم ہوتا ہے۔

اگر حافظ ابن قیم ہمارے لئے حجت ہیں تو کیا آپ ان کی کتاب الروح سے من و عن اتفاق کریں گے۔

ہم اہلحدیث تو نبی علیہ السلام کی حدیث کے مقابلہ میں پوری کائنات کو خاطر میں لانے کے روادار نہیں۔

مثلاً طلاق ثلاثہ کے مسئلہ کو لیجئے۔ ائمہ اربعہؒ اور امام بخاریؒ تک اس کے قائل ہیں مگر ہم قائل نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ کی حدیث بیک وقت طلاق ثلاثہ کے وقوع کی نفی کرتی ہے۔

بزرگوں کے حوالہ جات

بعض تعویذ کنندگان کی میں نے عجب روش دیکھی ہے اگر ہم انہیں کہیں کہ فلاں بزرگ تعویذ کے خلاف تھے تو جھٹ کہتے ہیں کہ ان کے فلاں فلاں مسئلے تو غلط ہیں۔ لہٰذا وہ کس طرح قابل اعتماد ہوگئے۔ میں پوچھتا ہوں ان تعویذوں کے حق میں جن بزرگوں کا یہ حوالہ دیتے ہیں کیا وہ پیغمبر لگے ہوئے ہیں؟ کیا ان کا کوئی مسئلہ قابل اعتراض نہیں؟ کیا ان کی ہر بات صحیح ہے؟ کیا وہ معصوم ہیں؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے علاوہ بھی کوئی ہے جس کی ہر بات قابل قبول ہو؟ اگر بزرگوں ہی کے مسلک پر چلنا ہے تو پھر انہیں چاہئے کہ قرآن کی آیت فان تنازعتم فی شی فردوہ الی اللہ والرسول کو بجائے اس کے فردوہ الی العلماء پڑھا کریں۔

عثمانی فرقہ

کبھی کہتے ہیں تعویذ کی مخالفت تو عثمانی فرقے کا مسلک ہے --------
سوال یہ ہے کہ کیا یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ گمراہ فرقے کی ہر بات رد کرنے کے قابل ہوتی ہے۔ عثمانی لوگ توحید کی بات بھی کرتے ہیں تو کیا ہم اس کو صرف اس وجہ سے رد کردیں کہ یہ عثمانی مذہب ہے۔

شیعہ کئی مسائل میں اہلسنت کے ساتھ متفق ہیں تو کیا ان کا انکار کردیجئے گا بلکہ کئی ایسے مسائل ہوتے ہیں جن کے ساتھ غیر مسلموں کو بھی اتفاق ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہے یہ بات کسی مسئلہ کیلئے صحت کی دلیل نہیں بن جاتی کہ فلاں گمراہ فرقہ اس کا مخالف ہے اور پھر خواہ مخواہ اس مسئلہ کی مخالفت کرنے والوں کو اس گمراہ فرقہ کے پیروکار ہونے کا طعنہ دے دیا جائے۔ اس طرح تو ہر ایک کو کسی نہ کسی کا پیروکار قرار دیا جاسکتا ہے۔

بے ادبی

تعویذ میں ایک بڑی قباحت یہ بھی ہے کہ اس سے رفع حاجت وغیرہ کے وقت اللہ تعالیٰ کے کلام کی توہین ہوتی ہے کہا جا سکتا ہے تعویذ کسی کپڑے یا چمڑے یا چاندی میں لپٹا ہوا ہوتا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کیا پھر قرآن مجید بھی کسی شے میں لپیٹ کر ہر حالت میں اپنے پاس رکھا جا سکتا ہے مگر کیا کیا جائے باندھنے والے اسے بھی باندھے پھرتے ہیں اپنا ضمیر تو اس کی اجازت نہیں دیتا۔ **لا یمسہ الا المطھرون۔**

تعویذ کے تاجر کہتے ہیں جو تعویذ محفوظ اور بند ہو اس کا حکم ظاہری تعویذ سے الگ ہے۔ میں کہتا ہوں اگر یہ بات ہے تو پھر تو منہ ڈھانپ کر بیت الخلا میں قاری صاحب کا تلاوت فرمانا بھی جائز ہو جانا چاہیئے۔ نہ جانے کیسی بے تکی باتیں کرتے ہیں یہ لوگ------ آپ نے دیکھا ہوگا بعض نالائقوں نے اپنے انہی عالموں کی ہدایت کے بموجب پاؤں میں بھی تعویذ باندھا ہوتا ہے۔ کیا یہ کلام الٰہی کی توہین نہیں ہے۔ اور آپ حیران رہ جائیں گے کہ احناف کے نزدیک ضرورت کے وقت خون اور پیشاب سے بھی قرآنی تعویذ لکھنا جائز ہے نیز جو لوگ کلام الٰہی والے تعویذ لکھ کر چاٹتے یا کھاتے پیتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ روحانی خوراک اس کے بعد ٹٹی' پیشاب میں ہی تبدیل ہو جاتی ہے۔ سوچا جائے تو اس سے بڑھ کر کلام الٰہی کی کیا توہین ہو سکتی ہے۔ یہ سب ان مصنوعی تعویذوں کی مہربانیاں ہیں۔

ٹھگ بازی

تعویذ کا بزنس ان دنوں عام ہو چکا ہے اور بہت سودمند جا رہا ہے ہر کاروبار میں اتار چڑھاؤ ہوتا ہے مگر اس کاروبار کا کبھی مندا نہیں ہوا یہ سدا بہار تجارت ہے۔ تعویذ کے تاجروں کے عیش ہی عیش ہیں یہ یوں مصروف العمل نظر آتے ہیں جیسے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ ڈاکٹر---- اس میں اہلحدیث' دیوبندی اور بریلوی کی

تمیز نہیں رہی بلکہ کچھ اکابر کی مہربانی سے اہلحدیث اس میں زیادہ پیش پیش ہیں۔ یقین جانئے یہ ۹۹ فیصد ٹھگ بازی ہے۔ اس بات کا اعتراف یہ لوگ اپنی نجی اور بے تکلف محفلوں میں کرتے دیکھے گئے ہیں عورتوں کی اوہام پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا بھرپور فائدہ اٹھایا جاتا ہے ایک عورت کو تکلیف خواہ کچھ ہو اور وہ کسی بھی نسوانی عارضہ میں مبتلا ہو مگر بطور تشخیص کپڑے ماپ کر یا پانی کا ذائقہ چکھا کر یا اس میں اس کی شکل دکھا کر اسے بتلایا یہی جاتا ہے کہ تمہیں آسیب کی کسر ہے تمہیں کسی نے کچھ کر دیا ہے بڑا سخت وار ہوا ہے انتہائی سیریلس کیس ہے۔ چیزیں بہت مہنگی ہو گئی ہیں۔ اتنے پیسے لگ جائیں گے وہ بیچاری پرس کھول کر ان حریص مگرمچھوں کو راضی کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ یہ کاروبار زیادہ تر ہے ہی نسوانی۔ بالعموم نوجوان امیر زادیاں ان کی گاہک ہوتی ہیں۔

ہٹے کٹے مولوی، مسٹنڈے قسم کے پیر اور لوفر قسم کے "حضرت صاحب" تقدس کا مصنوعی لبادہ اوڑھ کر ان نازنینوں کو اپنی خلوتوں میں بٹھاتے ہیں جو ان کا مال بھی لوٹتے ہیں اور بسا اوقات ان کی آبرو بھی۔ اس کاروبار کے حرام، مہلک اور مضر ہونے کے لئے یہی برائی کافی ہے۔ دیوث ہیں وہ لوگ جو اپنی بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کو ان کی خلوتوں میں روانہ کر دیتے ہیں جب ان کی عزت لٹ جاتی ہے یا اور کوئی فراڈ ہو جاتا ہے تب انہیں پتہ چلتا ہے اور اخبار میں خبر آجاتی ہے کہ پیر نقلی تھا۔ حالانکہ عورتوں کے جھرمٹ میں رہنے والے اور پیری مریدی کا کاروبار کرنے والے سب پیر نقلی اور جعلی ہوتے ہیں۔

پیراں دتہ نام یونہی نہیں رکھا جاتا۔ باقاعدہ اس کی بیک گراؤنڈ ہوتی ہے۔ الاماشاء اللہ۔

تعویذ اور خلوت

ہمارے آقا ﷺ کا حکم ہے :-

لا یخلون رجل بامرأة ﴿عن ابن عباس بخاری ص ۷۸۷، مسلم ج ۱ ص ٤٣٤﴾

کوئی آدمی کسی اجنبی عورت سے خلوت اختیار نہ کرے۔

یاد رہے کہ نیک سیرت علماء کے لئے بھی عورتوں سے خلوت جائز نہیں کیونکہ کسی کو شک ہو سکتا ہے یہ آنے والی نہ جانے کون تھی اور کس لئے آئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے شک کا موقع دینے کو بھی پسند نہیں فرمایا۔

ایاک و مواضع التهم

تہمت کی جگہوں سے بھی بچو۔

حضور ﷺ اعتکاف بیٹھے تھے ایک رات ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ملاقات کے لئے حاضر ہوئیں آپؐ انہیں چھوڑنے چلے تو دو آدمیوں کی نظر پڑ گئی آپؐ نے روک کر فرمایا ٹھہرو تمہیں معلوم ہونا چاہئے یہ صفیہ بنت حیی ہیں۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ! آپ نے فرمایا شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے مجھے ڈر پیدا ہوا کہیں تمہارے دل میں وہ کوئی خیال نہ ڈال دے۔

(بخاری ص ۲۷۳)

رسالت ماب ﷺ نے کسی کو شک کا موقع دینا مناسب نہ سمجھا تو یہ تعویذ کرنے والے کس کھیت کی مولی ہیں۔ یہ آئے دن پکڑے بھی جاتے ہیں پھر معافیاں مانگ کر اور سفارشیں ڈلوا کر اپنے منصب پر بحال بھی ہو جاتے ہیں۔

یہ جن ہیں

جنات کے معاملے میں یہ لوگ خود کو نجات دہندہ ظاہر کرتے ہیں حالانکہ میرے نزدیک یہ خود جن ہیں جو بری طرح قوم کو چمٹ گئے ہیں۔ وہ جن نکل سکتے

ہیں اور نکل جاتے ہیں مگر یہ جن نکلنے سے رہے ان پر کسی تعویذ کا اثر بھی نہیں ہوتا قوم کو ان جنوں سے نجات ملنی چاہیئے انہوں نے اچھی بھلی قوم کو اوہام پرستی اور جادوگری میں مبتلا کر کے قوم سلیمانی میں بدل کے رکھ دیا ہے۔

ہاتھ کی صفائی

قربان جایئے ان مولویانہ صورتوں پر کوئی ہاتھ کی صفائی ان سے سیکھے کسی کو تعویذ نہیں پڑے ہوتے مگر یہ نظر بچا کر اپنا کام کر جاتے ہیں یعنی چوری چھپے خود ہی پھینکتے ہیں اور پھر نکال کر دکھلا دیتے ہیں خفیہ طریقے سے فاسفورس رکھوا کر کپڑوں کو آگ بھی لگوا دیتے ہیں۔ یا کوئی ٹونہ خود ہی کہیں دبا دیتے ہیں اور پھر ڈرامائی انداز میں برآمد کر کے اپنی کرامات ظاہر کرتے ہیں سمجھ نہیں آتی یہ عامل ہیں یا کوئی مداری۔

تعویذ میں اثر

یہ سب باتیں جاننے کے باوجود ناقص الایمان مرد و زن غول در غول ان لٹیروں کے گھروں کا طواف کرتے دکھائی دیتے ہیں صرف اس لئے کہ بقول ان کے تعویذوں میں بڑا اثر ہوتا ہے حالانکہ یہ بھی شیطانی چکر ہے کیونکہ تاثیر صرف کلام الٰہی میں نہیں کافروں کے کلام میں بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔

شروع میں آپ پڑھ آئے ہیں حضرت ابن مسعود ﷜ نے اپنی بیوی کے گلے میں تعویذ دیکھ کر ناراضگی کا اظہار کیا اور تعویذ کو کاٹ کر پھینک دیا۔ اور حدیث نبوی ﷺ ان الرقی والتمائم والتولة شرک کے حوالہ سے اسے شرک قرار دیا تو ان کی بیوی صاحبہ نے بھی یہی اعتراض کیا تھا کہ آپ ایسا کیوں کہتے ہیں ایک دفعہ کی بات ہے میری آنکھ دکھتی تھی میں فلاں یہودی کے پاس جایا کرتی تھی

وہ منتر پڑھتا تو تکلیف رک جاتی تھی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آنکھ کا یہ درد شیطان کی شرارت تھی وہ اپنے ہاتھ سے اسے چوکتا تھا منتر پڑھا جاتا تو باز آجاتا تمہارے لئے وہی کہنا کافی تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔

اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافی لاشفاء الاشفاءك شفاء لا یغادر سقما ﴿ابوداؤد مع عون ج ٤ ص ١١، ابن ماجه ص ٢٥٢﴾

اصولاً حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو چاہئے تھا کہ وہ بیوی صاحبہ سے کہتے کہ شرکیہ نہیں غیر شرکیہ تعویذ پہنا کرو۔ لیکن کسی قسم کے تعویذ کا مشورہ دینے کی بجائے انہوں نے اپنی اہلیہ کو مسنون دعا کا پڑھنا بتلایا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک دھاگا بھی تمیمہ میں شامل ہے۔ لہٰذا لغت کا سہارا لے کر تمیمہ کو منکے کے ساتھ خاص کرنے کی رٹ بند کر دینی چاہئے۔

آپ حیران ہوں گے ہمارے شہر گوجرانوالہ میں ایک عیسائی ہے جو تعویذ دیتا ہے' جن نکالتا ہے اور خود کو شاہ جی کہلواتا ہے اس کو اپنے بارے میں بڑا دعویٰ ہے لوگ اس کے پاس آتے ہیں۔ میں نے ایک ثقہ آدمی سے سنا ہے کہ ہمارے ملک کی ایک نامور مغنیہ نے بھی یہ کام شروع کر دیا ہے۔

ہندوؤں میں بڑے "پہنچے" ہوئے بزرگ پائے جاتے ہیں۔ تاثیر دلیل سچائی کی نہیں۔ جادو برحق اور موثر ہے مگر حرام اور کفر ہے۔

شراب اور جوئے میں فائدے ہیں مگر ان کی حرمت قطعی ہے خنزیر کے گوشت سے پیٹ بھر سکتا ہے مگر یہ نجس العین ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا کے بارے میں فرمایا:۔

ان الله انزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تداووا بحرام ﴿ابوداؤد عن ابی الدرداء ج ٤ ص ٦﴾

اللہ تعالیٰ نے بیماری اور علاج دونوں اتارے ہیں اور ہر بیماری کا علاج

ہے۔ علاج کرو مگر حرام کے ساتھ نہیں۔

کسی کام کے جائز ہونے کی سند اس کا موثر ہونا نہیں اس کے لئے شرعاً جواز چاہئے۔ علمائے کرام اپنے ایمان کو حاضر و ناظر کر کے بتائیں کیا نبی علیہ السلام تعویذ کا شغل فرمایا کرتے تھے کبھی اپنے دست مبارک سے لکھا ہوا یا اپنے کاتبان وحی سے لکھوایا ہو۔

آپؐ بے شک امی تھے مگر آپؐ کے کاتبان وحی تو امی نہیں تھے کیا یہ بات اس کے بدعت ہونے کا کافی ثبوت نہیں۔ بلکہ یہاں تو متعدد احادیث میں صاف اس سے منع کیا گیا ہے۔

میں پوچھتا ہوں اگر بت پرست کہیں ہمیں غیر اللہ سے مدد ملتی ہے اور ان سے مشکل کشائی ہوتی ہے یا قبر پرست کہیں کہ مردے ان کی دستگیری فرماتے ہیں تو اس کی تردید کے لئے آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ اکثر انہیں فائدہ محسوس ہوتا ہے تو شرک کرتے ہیں نا؟

حقیقت یہ ہے ہے شفا اپنے وقت پر ہر موحد و مشرک کو من جانب اللہ ہوتی ہے مگر عین اس وقت جن سے رجوع کیا گیا ہوتا ہے کریڈٹ وہ لے جاتے ہیں۔

قیاس

بعض لوگ حکماء اور اطباء کے حوالے دے کر مختلف پتھروں کے خواص بیان کرتے ہیں۔ کہ فلاں پتھر میں یہ خاصیت ہے اور فلاں میں یہ تاثیر ہے اور پھر اس پر کاغذی تعویذ کو قیاس کر لیتے ہیں۔ حالانکہ آج تک کبھی کسی حکیم نے کاغذ کی تاثیر بیان نہیں کی۔

یہ استدلال تو بالکل اسی نوعیت کا ہے جیسے کہا جاتا ہے دو پیسے کی گولی قبض کشا ہو سکتی ہے تو حضرت علی ؓ مشکل کشا کیوں نہیں ہو سکتے۔

کبھی کہتے ہیں جب پھونک مار کر دم کیا جا سکتا ہے تھوک کے ساتھ دم کیا جا سکتا ہے۔ ہاتھ پھیر کر دم کیا جا سکتا ہے اور بقول ان کے بحوالہ حضرت شفا رضی اللہ عنہا لکڑی لگا کر دم کیا جا سکتا ہے۔ تو کیا کاغذ پر ہی جائز نہیں------ میرے بھائی یہ قیاس ٹھیک نہیں دم جائز ہے کلام اللہ کی تاثیر بھی مسلم ہے۔ اصل زیر بحث اور متنازعہ فیہ مسئلہ تو تعویذ کو باندھنے اور لٹکانے کا ہے۔ یہ جو دم کی صورتیں بیان کی گئی ہیں انہی کو لے لیجئے کیا کوئی شخص چاہے گا کہ کسی بزرگ کی دم شدہ پھونک کو فٹ بال یا ٹیوب میں بھر کر یا رقیہ کئے ہوئے تھوک کو اگال دان یا شاپر بیگ میں ڈال کر یا دم کی ہوئی لکڑی یا کسی زندہ یا مردہ عامل کا ہاتھ کاٹ کر گلے میں لٹکا لے۔ نہیں کوئی بے وقوف ایسا نہیں چاہے گا کیونکہ یہ بے ہودگیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروجہ تعویذ کی بے ہودگی بھی ثابت نہیں۔ جسے خواہ مخواہ شرعی تعویذ کا نام دے دیا گیا ہے۔ یہ سراسر دھونس اور دھاندلی ہے۔

غیر شرکیہ تعویذ

میرے بعض واجب الاحترام علماء فرمایا کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی آیات یا اسماء حسنی والے تعویذات سے منع نہیں فرمایا۔ ان کی خدمت میں عرض ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ختم' میلاد' عرس اور گیارہویں سے بھی منع نہیں فرمایا کیا یہ رسمیں جائز ہو جائیں گی؟ ان میں بھی تو قرآن ہی پڑھا جاتا ہے اور وعظ وغیرہ ہی سنائے جاتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ دینی معاملات میں اصل ہے ہی منع' جب تک کہ شرعی حکم نہ پایا جائے البتہ دنیوی معاملات میں اصل مسئلہ جواز کا ہوتا ہے۔ جب تک کہ شریعت روک نہ دے اس سے ان بھولے پنچھیوں کی غلط فہمی دور ہو جانی چاہئے۔ جو تعویذ کے کاروبار کو شرعی اور کتاب و سنت سے ثابت شدہ بھی بتلاتے ہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہیں "کہ اس روحانی علاج کو محدود رکھنا اور مادی

علاج کو عام رکھنا ترجیح بلا مرجح ہے۔ یا کہتے ہیں ممنوع وہ ہوتا ہے جس کو شارع منع کرے۔ قرآن مجید میں اور کسی حدیث شریف میں اس تعویذ کو منع نہیں کیا گیا۔ میرے بھائی حضور ﷺ نے جو تعویذ سے منع فرمایا ہے اس عام کو خاص پر محمول کرنے کا کیا تک ہے۔ کیا حضور ﷺ نے کہیں فرمایا ہے کہ توحید والے تعویذ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

تعویذ کا "ثبوت"

جو بھائی ہم سے "شرعی" تعویذ کے ناجائز ہونے کا تاقیامت ثبوت مانگتے رہتے ہیں۔ کیا وہ خود نبی ﷺ سے تاقیامت اپنے اس "شرعی" تعویذ کو لٹکانے کا ثبوت فراہم کرسکتے ہیں۔

بعض اہلحدیث حضرات نبی ﷺ کی طرف تعویذ لکھوانے کی جھوٹی روایتیں منسوب کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے مثلاً یہ کہ ابن سنی نے **عمل الیوم واللیلۃ** ص ۲۳۱ میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے بیان کیا کہ تنگی ولادت کے وقت برتن میں فلاں فلاں آیت لکھ کر عورت کو پلائی جائے۔ پسو تنگ کریں تو پانی دم کرکے چھڑکنے کا علاج نبی ﷺ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو بتلایا تھا۔ (دیلمی)

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو جنات نے تنگ کیا تو نبی ﷺ نے ان کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تعویذ لکھوایا۔ (دلائل النبوۃ بیہقی ج ۷ ص ۱۱۹)

گزارش ہے کہ محدثین کے نزدیک نہ یہ کتابیں معتبر ہیں نہ یہ روایتیں معتبر ہیں۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ پھر یہی اہلحدیث حضرات ضعیف روایتوں کے فضائل و مناقب بھی بیان کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور انہیں قبول نہ کرنے والوں پر چکڑالویت کی تہمت بھی چسپاں فرما دیتے ہیں۔ افسوس لالچ انسان کو کتنا نیچے لے جاتا ہے۔

ضعف پہنچ سکتا ہے۔ ع

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو

اگر یہ کتابیں اتنی ہی مستند اور معتبر ہیں تو پھر میرے بھائی صحاح ستہ کو نکال کر انہی کو داخل نصاب فرما لیجئے۔ وادی سون خوشاب کے ایک بزرگ نے تعویذ کے حق میں صحیح حدیث پیش کرنے پر ۲۵ ہزار روپے انعام مقرر فرما رکھا ہے۔ اگر ان روایتوں میں صحت کی کوئی رمق ہے تو ان محترم کو چاہیئے کہ انہیں دکھلا کر مبلغ ۲۵ ہزار روپیہ انعام حاصل کریں۔

شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا ابوالبرکات احمد صاحبؒ نے تعویذ کے زبردست حامی ہونے کے باوجود متعدد تلامذہ کی موجودگی میں مجھ سے فرمایا تھا کہ نبی ﷺ سے تعویذ لکھنا اور لکھوانا ثابت نہیں۔ آپ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں شریعت میں تعویذ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ نہ فرض، ہیں نہ واجب نہ مستحب۔ جو لوگ یہ کرتے ہیں وہ بطور علاج کر رہے ہیں۔

(فتاویٰ برکاتیہ ص ۲۷۰)

اگر تعویذ لکھنا یا لکھوانا نبی ﷺ سے ثابت ہوتا تو اس کی کوئی حیثیت تو ہوتی۔

تحریف

تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۴۱۲ پر سورہ القلم کے تحت ابن عساکر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک دعا کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین

ایک اہلحدیث اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں اپنی جانوں اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں کو نظر کے لئے لکھ پڑھ کر یہ تعویذ اور جھاڑ پھونک کیا کرو۔ ترجمہ میں

لکھنے کا لفظ سراسر تحریف ہے۔ جو اہلحدیث کی شان کے لائق نہیں۔ بلکہ بزعم خود قرآن پاک سے ثبوت لانے کے لئے وقیل من راق کا ترجمہ کرتے ہیں۔ کون ہے رقیہ (دم تعویذ) کرنے والا ایک ترجمہ کے مطابق دم کرنا تو ٹھیک ہے لیکن لفظ تعویذ کے اضافے سے عوام کو یہ تاثر دینا مقصود ہے کہ تعویذ لکھنے اور بیچنے کا ثبوت تو قرآن پاک میں بھی ہے۔ ایسی گھٹیا حرکتیں نہیں کرنی چاہئیں۔

عوذوا انفسکم ونساءکم وارلادکم بهذا التعويذ

توہین

بعض مفتیان دین ارشاد فرماتے ہیں قرآنی تعویذ کو تمیمہ کہنا قرآن کی توہین ہے۔ قرآن کی توہین کا مرتکب کافر اور واجب القتل ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ زہریلا اور اشتعال انگیز فتویٰ فقط اندر کے بغض کا اظہار ہے۔ اور اس قسم کی ناشائستہ گفتگو محض اس لئے کی جاتی ہے کہ ان کے تعویذ گنڈے کی تجارت متاثر نہ ہو۔ غور فرمائیے ان کے نزدیک قرآن کو تمیمہ بنانا یا قرآن سے تمیمہ کا کام لینا قرآن کی توہین نہیں قرآن کو توہین سے بچانے کے لئے قرآنی تعویذ کا تمیمہ قرار دینا ان کے نزدیک قرآن کی توہین ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے آج کل بدمعاشی کرنا جرم نہیں رہا البتہ بدمعاش کو بدمعاش کہنا جرم بن گیا ہے۔ میرے بھائی جس چیز سے نبی ﷺ نے منع فرما دیا ہے وہ منع ہے۔ چاہے اس میں قرآن ہو یا غیر قرآن۔ توحید ہو یا شرک۔ رحمانی صفات ہوں یا شیطانی استغاثے بحیثیت منع ہونے کے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسے مثلاً شرک حرام ہے اور بہرحال حرام ہے۔ پرستش جن کی کی جائے چاہے تو وہ لات و عزیٰ کے بت ہوں یا خود حضور نبی کریم ﷺ کی ذات والاتبار۔ ایک ہی بات ہے۔ کوئی یہ واویلا نہیں کر سکتا دیکھو جی اس نے نبی ﷺ کو لات و عزیٰ کے بت کی مانند قرار دے دیا ہے۔

تعویذ کی کمائی کھانے والوں کے ہاتھ میں یہ بات آگئی ہوئی ہے کہ نبی ﷺ نے تمیمہ سے منع فرمایا ہے اور اہل عرب کے نزدیک تمیمہ منکے کو کہتے ہیں۔

(تاج العروس ج ۸ ص ۲۱۳)

لہذا باقی سب خیریت ہے۔ بشرطیکہ شرک نہ ہو۔

لیکن یہ سراسر مغالطہ ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسے ہے۔ جیسے نبی ﷺ نے فرمایا خمر یعنی (شراب) دو چیزوں سے بنتی ہے کھجور سے اور انگور سے۔

(عن ابی ہریرہ مسلم ج ۲ ص ۱۶۳)

اب اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اور چیزوں سے بنی ہوئی نشہ آور شئے خمر ہی نہیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شراب کی حرمت نازل ہو چکی اور یہ ان پانچ چیزوں سے بنتی ہے۔ انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد سے اور خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ (بخاری ص ۸۳۶)

اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔

(عن عائشہ بخاری ص ۸۳۷ مسلم ص ۱۶۷ ج ۲)

لہذا اہل لغت کے نزدیک تمیمہ اگر منکے کو کہتے ہیں تو کہنے دیجئے بہرحال نبی ﷺ نے تمیمہ کو اس لغوی تشریح کے ساتھ مختص نہیں فرمایا۔ آپؐ نے من تعلق شیئًا وکل الیہ فرما کر ہر قسم کی مروجہ تعویذ بازی کو ناپسند فرمایا ہے۔ یہ کہنا کہ اس حدیث سے بھی تمائم یعنی منکے ہی مراد ہوں گے۔ تو یہ تاویل ایسے ہی ہے جیسے کہا جائے نبی ﷺ کے ہر نشہ آور شراب کو حرام کہنے کا اطلاق فقط انہی شرابوں پر ہوتا ہے جو کھجور اور انگور سے تیار کی گئی ہوں۔ اس سے ملتی جلتی ایک اور مثال ملاحظہ فرمایئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا لا رقیۃ الا من عین او حمۃ او دم۔

(ابوداؤد ج ۴ ص ۱۶)

نہیں ہے رقیہ (دم) مگر نظر لگنے سے یا ڈسنے سے یا خون بہنے سے۔

اب اس کا بھی یہ مقصد ہرگز نہیں کہ کسی اور مرض کے لئے رقیہ کیا جائے تو وہ رقیہ ہی نہیں۔ میں حیران ہوں ایک طرف یہ لوگ کہتے ہیں تمیمہ کے منکے ہونے کا کسی کو اختلاف ہی نہیں۔ جو بقول ان کے آپ مخلوق کے بول و براز کا نام دوسری جانب الصحاح جلد ۱ ص ۱۴۵ کے حوالے سے یہ بھی فرماتے ہیں تعیمۃ

قطعة صغيرة من حجر یعنی تمیمہ چھوٹے پتھر کو کہا جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا خود ان کے اپنے نزدیک ہی تمیمہ کی منکے کے ساتھ تخصیص صحیح نہیں ہے۔

خرز

تعویذ کرنے والوں کا اصرار ہے کہ تمیمہ خرز کو کہتے ہیں۔ اور خرز منکے کو کہتے ہیں۔ اور یہ کہ خرز یعنی منکا آبی مخلوق کے بول و براز سے بنتا ہے۔ میں چاہتا ہوں آج یہ غلط فہمی بھی دور ہو جانی چاہئے۔ المنجد میں خرز کے مندرجہ ذیل معانی لکھے ہیں۔ جزع یا ودع یعنی منکا یا گھونگا جسے دھاگے میں پرویا جائے۔ شیشے کا سوراخ دار موتی' پتھر کا نگینہ' ریڑھ کی ہڈی کا منکا' بادشاہ کے تاج کے جواہرات۔
(ص ۱۷۰)

واقعہ افک بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فاذا عقد لی من جزع ظفار قد انقطع۔ (بخاری ص ۶۹۶ تفسیر سورۂ نور)

میرا ظفار کے منکوں کا ہار ٹوٹ گیا۔ اس سے معلوم ہوا حضرت عائشہؓ کا ہار جزع کا بنا ہوا تھا۔ اور فتح الباری ج ۸ ص ۴۵۸ میں جزع کا معنی لکھا ہے خرز معروف فیہ سواد و بیاض۔ سیاہ و سفید دھاریوں والا منکا۔ المنجد میں بھی یہی معنی لکھا ہے۔ (ص ۸۲)

المنجد مترجم میں اس کا ترجمہ سیاہ و سفید مہرہ لکھا ہے۔ (ص ۱۵۰)

اور فیروز اللغات اردو میں مہرہ کے مختلف معنی لکھے ہیں جن میں کوڑی' سیپ اور صدف بھی شامل ہیں۔ (ص ۱۳۲۳)

بلکہ حضرت عائشہؓ ہی سے مروی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بظبیۃ فیھا خرز فقسمھا للحرۃ والامۃ ﴿مشکوۃ باب الفیٔ بحوالہ ابوداؤد﴾

نبی ﷺ کے پاس ایک تھیلی لائی گئی جس میں خرز یعنی منکے وغیرہ تھے۔

آپؐ نے انہیں آزاد عورتوں اور لونڈیوں میں تقسیم فرما دیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ تمیمہ کو خرز کے ساتھ اور خرز کو منکے کے ساتھ اور منکے کو آبی مخلوق کے بول و براز کے ساتھ خاص کرنا غلط ہے۔ دوسری یہ بات ثابت ہوئی کہ خرز جس کو یہ تمیمہ کی تشریح بتلاتے ہیں وہ پہننا حرام نہیں ورنہ ام المومنین حضرت عائشہؓ اسے استعمال نہ فرماتیں اور نہ ہی نبی ﷺ انہیں صحابیات میں تقسیم فرماتے۔ تیسری یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی ﷺ نے جو تمیمہ کو حرام فرمایا ہے اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ منکے ہیں بلکہ اس کی وجہ اسے بطور تعویذ پہننا ہے۔

لہذا جس طرح بطور تعویذ منکے وغیرہ پہننا جائز نہیں اسی طرح بطور تعویذ کاغذ کے ٹکڑے پہننا بھی جائز نہیں۔

توکل کے خلاف

تعویذ کے منجملہ نقصانات کے ایک نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل ختم ہو جاتا ہے اور کاغذ کے پرزوں پر اعتماد قائم ہو جاتا ہے اللہ کی اہمیت گھٹ جاتی ہے اور ان روحانی عاملوں کی اہمیت بڑھ جاتی ہے ان کی خوفناک اور لال لال آنکھیں کمزور ایمان والوں کے لئے بڑا کامیاب حربہ ثابت ہوتی ہیں انہوں نے ایسی فضا بنا دی ہے اور لوگوں کو تقریباً اس بات کا قائل کر لیا ہوا ہے کہ اس وقت تک کوئی پہلوان کشتی نہیں لڑ سکتا' مطلوبہ رشتہ نہیں مل سکتا' بیٹی سسرال میں آباد نہیں ہو سکتی' خاوند کو مطیع نہیں کیا جا سکتا' ساس کو رام نہیں کیا جا سکتا' کاروبار چل نہیں سکتا بلکہ جانور کا بچہ بھی پیٹ سے باہر نہیں آ سکتا۔ اور انسان دنیا میں قدم نہیں رکھ سکتا جب تک ان سے تعویذی خدمات نہ حاصل کی جائیں۔ اس سلسلہ میں من تعلق شیئا وکل الیہ کی ایک نئی تاویل سننے میں آئی ہے۔ فرماتے ہیں تعویذ میں اللہ کا نام یا اس کا کلام ہوتا ہے اس پر تو بھروسہ ہونا ہی چاہئے۔ گزارش یہ ہے کہ ہمیں صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کی تلقین فرمائی گئی

ہے۔

علیہ فلیتوکل المومنون۔

مومنوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

قرآنی آیات اپنے متکلم اول کے لحاظ سے بے شک خدا کی صفت ہیں جہاں تک ان تحریروں کا تعلق ہے یہ نہ خدا ہیں نہ خدا کی صفت ہیں۔ تعویذوں پر یہی توکل تعویذوں کو شرک (اصغر) کے زمرہ میں داخل کر دیتا ہے۔

الزام تراشیاں

تعویذ دھاگا کرنے والوں نے معاشرہ میں بہت اودھم مچا رکھا ہے جھوٹے الزامات تراشتے ہیں دوستی کے روپ میں دشمنی کرتے ہیں آنے والے گاہک کو خواہ مخواہ شک میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ تمہیں فلاں نے تعویذ ڈالا ہے۔ گھر گھر میں انہوں نے لڑائی کروا رکھی ہے کئی طلاقیں فقط انہیں کی پیدا کی ہوئی بدگمانیوں اور کرتوتوں کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ یفرقون بین المرء وزوجه۔

تعویذ یا جادو؟

ان میں سے اکثر صرف ایسے تعویذوں پر اکتفا نہیں کرتے جو کسی کی خیر خواہی پر مبنی ہوں یا جن سے کسی کی کوئی تکلیف دور کرنا مقصود ہو۔ بلکہ ایسے تعویذ بھی کرتے ہیں جو دکھ دینے کے لئے ہوتے ہیں۔ انتقام کے لئے ہوتے ہیں موت تک کے لئے ہوتے ہیں۔ کہیں لیموں اور پیاز وغیرہ میں سوئیاں کھبوئی جا رہی ہیں کہیں میخیں ٹھونکی جا رہی ہیں۔ کہیں کالے مرغ کا خون حاصل کیا جا رہا ہے کہیں چوکوں پر بکروں کی سریاں پھینکوائی جا رہی ہیں۔ کہیں عورتوں کو سر راہ چڑیلوں کی طرح الف ننگا نہلایا جا رہا ہے۔ کہیں دھاگوں میں گرہیں دی جا رہی

ہیں۔ (بہشتی زیور حصہ نہم)

کہیں الوؤں کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں اور کہیں معصوم بچوں کو قتل کر کے ان کی کلیجی نکالی جا رہی ہے۔

لعنت ہے ان لوگوں پر جو اس قسم کا بھیانک کاروبار کرتے ہیں جو ایک کی مراد پوری کرنے کے لئے دوسروں کو بے مراد کر دیتے ہیں۔ خدا محفوظ رکھے ان دغاباز جادوگروں سے۔ ومن شر النفثات فی العقد۔

"عالم باعمل"

ایک روز اخبار میں خبر آئی تھی کہ میاں بیوی نے اولاد حاصل کرنے کے لئے مسجد سے اٹھائیس عدد قرآن مجید چرائے انہیں جلایا اور ان پر غسل کیا۔ (استغفر اللہ) ظاہر ہے یہ عمل انہیں کسی عامل نے بتلایا ہو گا۔

کافروں کو

نقصان پہنچانے کو ان کے پاس اپنے ہی بہن بھائی رہ گئے ہیں اگر ان کی پٹاری میں کچھ ہے تو انہیں چاہئے کہ اسے مسلمانوں کے دشمنوں پر آزمائیں منافقوں پر آزمائیں مشرکوں پر آزمائیں۔ ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں پر آزمائیں غداروں اور غیر ملکی ایجنٹوں پر آزمائیں تاکہ قوم اور ملک کا بھی کچھ فائدہ ہو۔ یہ تو خود اپنی مصیبتیں دور کرنے پر بھی قادر نہیں ہیں۔

کیا ان کا علم ان کا عمل ان کی ریاضتیں ان کے چلے اور ان کے وظیفے کافروں پر نہیں چلتے یہ کیسا علم ہے اور کیسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کے ماننے والوں پر چلتا ہے اور نہ ماننے والوں پر نہیں چلتا۔ انہیں چاہئے کہ کوئی ایسا تعویذ تیار کریں جس سے دشمن کی توپیں زنگ آلود ہو جائیں ان کے ٹینکوں میں کیڑے پڑ

جائیں۔ ان کے میزائل ٹھس ہو جائیں۔ اور ان کے بم ناکارہ ہو جائیں کیا وہ یہ عمل اس لئے نہیں کرتے کہ انہیں اس کی فیس دینے والا کوئی نہیں؟

بے احتیاطی

ہمارا تو یہ تجربہ ہے جو لوگ بڑے موحد بنتے ہیں اور شرک کے نزدیک نہیں جانا چاہتے جب تعویذ کی منڈی میں قدم رکھ دیتے ہیں تو نیک و بد کی پہچان انہیں بھی نہیں رہتی توحید و شرک کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ لوگ جو ایسے تعویذوں کے قائل نہیں جو درحقیقت بھی شرک ہوں سچ مچ کے شرکیہ تعویذوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اصحاب کہف

یہ بحث میرے لئے انتہائی ناخوش گوار ہے بندہ کو ان بزرگوں کا نام لیتے ہوئے کوفت ہو رہی ہے مثلاً حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے القول الجمیل میں اور حافظ محمد صاحب لکھویؒ نے زینت الاسلام میں اور مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے بہشتی زیور میں اصحاب کہف کے نام کے تعویذوں کو جائز رکھا ہے۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹیؒ نے تفسیر سورہ کہف کے ص ۶ پر اسمائے اصحاب کہف کی برکات کا عنوان باندھا ہے انہوں نے باقاعدہ اصحاب کہف والا تعویذ چھپوا رکھا تھا جو دھڑا دھڑ فروخت ہوتا تھا اور شاید اب بھی ہوتا ہو۔

نواب صدیق الحسن صاحبؒ فرماتے ہیں اگر داہنی رام پر آدمؑ اور بائیں ران پر حوا لکھے گا تو بھی احتلام سے بچا رہے گا۔ (کتاب التعویذات ص ۲۰۰) مولنا اشرف علی تھانویؒ صاحب نے استقرار حمل کیلئے قرآنی آیات والا تعویذ عورت کے رحم پر باندھنے کا عمل ارشاد فرمایا ہے۔ نیز سرعت انزال کے علاج کے لئے بھی

انہوں نے قرآنی آیات والا تعویذ بائیں ران پر باندھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

(اعمال قرآنی)

کتاب التعویذات میں شرجی کے حوالہ سے لکھا ہے۔

ایک بار ابن عباس رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہوگیا کہا یا محمدؐ فی الفور کھل گیا۔

ایضاً (۷۴)

یہ حوالہ بے ثبوت ہے۔ اس ٹوٹکے میں اصل بات صرف اتنی ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں روایت کیا ہے۔

عن عبدالرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقاله رجل اذکر احب الناس الیك فقال محمد صلی اللہ علیه وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا پاؤں، سن ہوگیا تو ایک آدمی نے مشورہ دیا اس شخص کو یاد کرو جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو تو انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

کتا بھی

یاد رہے کہ جن بعض لوگوں نے اصحاب کہف کے ناموں والے تعویذ کو جائز رکھا ہے۔ اور اس کی کمائی کھاتے ہیں۔ اس میں انہوں نے ان کے کتے قطمیر کو بھی شامل فرمایا ہے۔ یہ نہایت ہی لغو اور بیہودہ بات ہے۔ اپنی صفائی میں وہ کہتے ہیں کہ ہم کتے کا تعویذ نہیں کرتے۔ کتے کا ذکر تو اس میں حال کے طور پر ہوتا ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں بطور حال اس کا ذکر آیا ہے۔ گزارش ہے کہ قرآن مجید میں تو بطور امرواقع کے اس کا ذکر آیا ہے۔ کہ چوتھا یا چھٹا یا آٹھواں ان کا کتا تھا۔ بطور تبرک کے اس کا ذکر نہیں آیا۔ اس مروجہ تعویذ میں تو اصحاب کہف کی برکت کا ذکر ہے۔ اس حال میں کہ آٹھواں ان کا کتا تھا۔ یعنی اگر یہ حال (کتا) نہ پایا جائے تو پھر ذوالحال (اصحاب کہف) سے برکت حاصل نہیں ہو سکتی ورنہ کتے کا ذکر کرنے کی کیا مجبوری ہے۔ یعنی اصل تو پھر کتا ہی ہوا جس کی وجہ سے اصحاب

کہف اس قابل ہوئے کہ ان سے برکت کا حصول ممکن ہوا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لا اقسم بهذا البلد -- وانت حل بهذا البلد

تو یہ قسم صرف اسی صورت میں ہے جب نبی ﷺ اس شہر (مکہ) میں موجود یا حلال ہوں ورنہ اس قسم کا کوئی مفہوم اور مقصد نہیں رہ جاتا۔ اسی طرح مذکورہ تعویذ میں کتے کے بغیر اصحاب کہف کی برکت بھی مفقود ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اگر کہنے والے کہہ دیں یہ لوگ کتے کا تعویذ کرتے ہیں تو خفا ہونا بلا جواز ہے۔

تعویذ میں اصحاب کہف کے جو نام لکھے جاتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

یملیخا۔ مکسلمینا۔ مسلیشنا۔ مرتوس۔ دبرتوس۔ سارنوس۔ کشفطیوس۔

میں پوچھتا ہوں کیا کسی سند کے ساتھ ثابت ہے کہ اصحاب کے یہی نام تھے۔ اور یہ کہ ان کی تعداد بھی سات ہی تھی۔ اور کیا اہل توحید کے نزدیک کسی بھی لحاظ سے غیر اللہ کے نام کا تعویذ جائز ہے۔ اگر جائز ہے تو کیا اصحاب کہف سے زیادہ بہتر صحابہ کرام یا انبیائے کرام کے نام نہیں ہیں۔ کیا یہ اسمائے گرامی بے برکت ہی ہیں۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ نے اصحاب کہف والے تعویذ کے فضائل و فوائد بیان کرتے ہوئے جناب حافظ محمد صاحب (لکھوی ؒ) کا حوالہ دیا ہے۔ میں صرف یہ پوچھنے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پیغمبر حافظ محمد صاحبؒ ہیں یا حضرت محمد ﷺ ہیں۔ نبی ﷺ پر قرآن کی جو آیت نازل ہوئی وہ تو یہ ہے۔

تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام بابرکت ہے نام تیرے رب کا جو بزرگی والا اور عزت والا ہے۔

اجتہادی ٹھوکر

ظاہر ہے غیر اللہ والے تعویذوں کو ان علمائے کرام کی اجتہادی لغزش ہی کہا جا سکتا ہے یہ لغزش نہیں تو کیا ہے کہ موحد ہوتے ہوئے شرک کو شرک نہ سمجھا جائے۔ چونکہ یہ لوگ اصولاً اور مسلکاً" موحد تھے اس لئے بندہ انہیں مشرک کہہ کر اپنی عاقبت کو خطرہ میں نہیں ڈالنا چاہتا تاہم ان کی تقلید کا مشورہ بھی نہیں دے سکتا۔ کیونکہ پیروی کے لائق کتاب و سنت ہیں نہ کہ ان علمائے کرام کی اجتہادی خطائیں۔

بھیڑ چال

ہمارے اہلحدیثوں میں پہلے تعویذوں کا زیادہ رواج نہیں تھا اگر کہیں ناواں ناواں تھا بھی تو تقریباً فی سبیل اللہ۔ پھر جب کچھ ثقہ اور مستند قسم کے بزرگوں نے اسے انتہائی نفع بخش سمجھ کر شروع کر دیا تو ان کی دیکھا دیکھی نوجوان تعویذ کنندگان کی پوری ایک کھیپ خم ٹھونک کر میدان میں آگئی۔ تعویذ کی تجارت سے ان کے پاس پیسہ تو آگیا لیکن ان کی صلاحیتیں زنگ آلود ہوگئی اور قوم ان کے علمی افادات سے محروم رہ گئی۔ سونا مٹی کے بھاؤ بک گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کاروباری مجبوری

تعویذ فروش بہر صورت اپنے شغل کو جاری رکھنے پر مصر ہیں۔ یہ اگر تعویذ کی حمایت کرتے ہیں یا اسے ناپسند کرنے والوں کو سوقیانہ الفاظ سے یاد فرماتے ہیں۔ تو یہ ان کی بازاری اور کاروباری مجبوری ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے۔ (آمین)

جنات سے بھائی چارہ

ستم ظریفی ملاحظہ ہو ایسے بزرگ بھی پائے جاتے ہیں اگر تعویذ کروانے والوں کی جیب سے ان کی بھاری فیس برآمد نہ ہو سکے تو ضمانت کے طور پر ان کے کپڑے اتروا کے رکھ لیتے ہیں یا کہتے ہیں اگر تم نے پورے پیسے ادا نہ کئے تو عمل کا اثر نہیں ہوگا۔ پتہ نہیں انہوں نے جنات سے کچھ کمیشن ٹھہرائی ہوتی ہے یا ان سے ساز باز کی ہوتی ہے کہ جب تک گاہک مطلوبہ رقم نہ دے اسے چمٹے رہنا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ عوام کو خوب بیوقوف بنا رکھا ہے۔

اگر شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے تو اس نے دعا کی قبولیت کے لئے تعویذ کا مول دینے کی شرط عائد نہیں کی۔

برادران عزیز جس طرح نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ مگر سیانے کہتے ہیں نبوت بالفرض جاری ہو تو تب بھی مرزا نبی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں تعویذ بالفرض جائز ہوں تو بھی ایسی اوچھی اور لچر حرکتیں کرنے والوں کے لئے جائز نہیں ہو سکتے۔

بعض قوم کے ہمدردوں نے اس لئے تعویذ کا دھندا اختیار کر رکھا ہے کہ بقول ان کے ورنہ حاجت مند لوگ غلط عاملوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ یہ لوگ ہمدردی کی آڑ میں مسلک کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں۔ اس کا اصل مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ رقیبوں سے حجامت نہ کرواؤ ہم سے کرواؤ۔ کیونکہ ہمیں بھی پیٹ لگا ہوا ہے اور ہمارا بھی حق ہے ہم کیوں پیچھے رہ جائیں۔ اسی قسم کی ہمدردی کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ اب بعض اہلحدیث علماء بھی میت والے گھر تیسرے دن اجتماعی دعا کروانے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں کیونکہ بقول ان کے ورنہ لوگ قل شریف کا ختم شریف دلوانے کے لئے بریلویوں کو بلوا لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ختم کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ ختم خواں حضرت بھی تو قرآن پاک ہی پڑھتے ہیں اور دعا ہی مانگتے ہیں۔ رسم تیجا کو بدعت بنانے والی شئے قل شریف نہیں۔ بلکہ دن

کا تعین ہے۔ افسوس کہ اس بدعت میں حنفی اور مصلحت اندیش اہلحدیث دونوں متحد ہوگئے۔ یہ ہمدردی نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنی آسامی ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ کچھ مولون قسم کی عورتوں پر بھی یہ بھوت بری طرح سوا ہوگیا ہے وہ شکر کرتی ہیں کوئی مرے اور ان کی پیدا بنے۔ جونہی انہیں تیسرے دن کی ماتمی محفل میں شرکت کا بلاوا آتا ہے جھٹ پہنچتی ہیں جیسے پہلے ہی اس انتظار میں بیٹھی ہوں۔ وہاں خوب لہک لہک کر وعظ شریف ارشاد فرماتی ہیں۔ اور پھر شیعہ ذاکروں کی طرح ہزاروں روپے سمیٹ کر یہ جا وہ جا۔ پیسے کی چاٹ بہت بری ہے یہ جائز و ناجائز میں تمیز ختم کر دیتی ہے۔ لوگ انہیں یوں بلاتے ہیں جیسے ان کے بغیر میت بخشی نہیں جائے گی اللہ تعالیٰ قوم کو اس قسم کے ہمدردوں سے محفوظ رکھے یہ مردوں کی جان بھی نہیں چھوڑتے۔

دم

دم کرنا کرانا جائز ہے چاہے وہ کلام الٰہی سے باہر اور ادعیہ ماثورہ کے علاوہ کیوں نہ ہو بشرطیکہ اس میں شرک کا شائبہ نہ پایا جائے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دم سے منع فرمایا تو خاندان عمرو بن حزم نے آکر کہا یا رسول اللہ ہمارے پاس ایک دم ہے جس سے ہم بچھو کے کاٹے کا علاج کرتے ہیں اور آپؐ نے دم سے منع فرما دیا ہے۔ ان کا دم سن کر آپؐ نے فرمایا۔

ما اری بها بأسا من استطاع منكم ان ينفع اخاه فلينفعه ﴿مسلم ج ٢ ص ٢٢٤﴾

اس میں کوئی حرج نہیں اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو پہنچائے۔

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم جاہلیت کے زمانہ میں کچھ دم کیا

کرتے تھے ہم نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا:-

اعرضوا علی رقاکم لاباس بالرقی مالم یکن فیه شرك ﴿مسلم ج ۲ ص ۲۲٤﴾

اپنے دم میرے سامنے پیش کرو غیر شرکیہ دم میں کوئی حرج نہیں۔

رخص رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الرقیة من العین والحمة والنملة ﴿عن انس مسلم ج ۲ ص ۲۲۳﴾

نبی ﷺ نے نظر ڈنک اور نملہ یعنی پسلی میں دانے اور پھنسیاں نکلنے کی تکلیفوں سے دم کی اجازت دی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے گھر میں ایک لڑکی کے چہرے پر زردی دیکھ کر آپؐ نے فرمایا۔

استرقوا لها فان بها النظرة ﴿بخاری ص ۸۵٤، مسلم ج ۲ ص ۲۲۳﴾

اسے دم کراؤ اسے نظر لگی ہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے نبی ﷺ یوں دم فرماتے۔

بسم الله تربة ارضنا وریقة بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا ﴿بخاری ص ۸۵۵﴾

شروع اللہ کے نام سے مٹی ہماری زمین کی لعاب ہم میں سے
بعض کا خیر ہو ہمارے بیمار کی ہمارے رب کے حکم کے ساتھ۔

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں ایک رات نماز کے دوران میں بچھو نے حضور ﷺ کی ہاتھ کی انگلی پر کاٹ لیا آپؐ نے اسے جوتے سے مسل ڈالا سلام پھیر کر فرمایا بچھو پر خدا کی مار یہ نمازی کا لحاظ بھی نہیں کرتا یا فرمایا یہ نبی اور غیر نبی میں بھی تمیز نہیں کرتا پھر آپؐ نے برتن میں نمکین پانی منگوا کر کاٹنے کی جگہ پہ ڈالا

اسے ملا اور اس پر معوذتین پڑھیں۔
(مشکوۃ کتاب الطب والرقی بحوالہ شعب الایمان بیہقی)
عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں نبی ﷺ ہر رات بستر پر دراز ہوتے وقت آخری تینوں قل پڑھ کر اپنے ہاتھوں میں پھونکتے اور پھر حتی الامکان اپنے سر اور چہرے سمیت انہیں اپنے سارے بدن پر مل لیتے یہ عمل تین بار دہراتے۔
(بخاری ص ۷۵۰)
نیز فرماتی ہیں حضور ﷺ بیمار ہوئے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے جب آپ کی تکلیف شدت اختیار کر گئی تو میں پڑھ کر دم کرتی اور حصول برکت کے لئے آپ ہی کے ہاتھوں کو پھیرتی۔ (ایضاً)

بغیر حساب کے جنت میں

مگر بروایت ابن عباس ؓ آپؐ سے مروی ہے۔
یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر حساب هم الذین لا یسترقون ولا یتطیرون وعلی ربهم یتوکلون ﴿بخاری ص ۸۵۶، مسلم ج ۲ ص ۱۱۶﴾
میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دم نہیں کرواتے، شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔
بندہ کے خیال کے مطابق اس سے مراد وہ دم ہیں جو کتاب و سنت کے سوا ہیں جنہیں ہم اپنی زبان میں منتر کہہ سکتے ہیں یہ جائز تو ہیں مگر ان کا نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ ان سے توکل میں کمی آتی ہے۔ ان سے شرکیہ دم مراد نہیں ہو سکتے۔
کیونکہ شرکیہ دم کرنے کرانے والے تو حساب دے کر بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ جہاں تک قرآنی آیات اور مسنون دعاؤں کا تعلق ہے تو ان سے دم کرنا یا کرانا توکل کے خلاف نہیں ورنہ حضور ﷺ ان پر مواظبت نہ فرماتے۔

یا ہو سکتا ہے لا یسترقون سے مراد وہ لوگ ہوں جو بلاوجہ لوگوں سے دم کرواتے ہیں دم اپنے آپ کو خود کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دم اور تعوذ میں فرق ہے

پیچھے آپ حدیث پڑھ آئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دم اور تعویذ دونوں کو شرک قرار دیا پھر آپ نے یہ بھی پڑھا کہ حضور ﷺ نے غیر شرکیہ دم میں کوئی حرج نہیں سمجھا اس پر قیاس کر کے تعویذ کے حامیوں نے کہا۔ لہٰذا غیر شرکیہ تعویذ بھی جائز ہیں مگر یہ استدلال نامناسب ہے ایک شے کا استثناء آجائے تو ضروری نہیں کہ پوری فہرست ہی مستثنیٰ ہو جائے مثلاً ابوداؤد اور نسائی میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گھوڑے' خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے مگر صحیحین میں روایت ہے کہ آپؐ نے گھوڑے کے گوشت کی اجازت دے دی۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب خچر اور گدھے کا گوشت بھی جائز ہو گیا۔

نیز دم اور تعویذ میں بہت فرق ہے۔ دم تو ایک قسم کی دعا ہی ہے دم اور دعا میں کسی قدر کوئی فرق ہے تو صرف پھونک مارنے کا تعویذ بہت مختلف چیز ہے۔ یہ تو جادوگروں کی طرح ایک جادوئی عمل ہے۔

پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دم حضور ﷺ سے ثابت ہے اور تعویذ ثابت نہیں نہ قولاً نہ فعلاً۔ نہ تقریراً البتہ منع ثابت ہے۔

یاد رہے کہ دم کا کرنا بھی جسم پر ثابت ہے پانی پر یا گڑ پر یا پیڑے پر نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يتنفس فى الاناء او ينفخ فيه

حضور ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا۔

(ابوداؤد ج ۳ ص ۳۹۲۔ ابن ماجہ ص ۲۴۵)

دم اور دعائے برکت

یوم خندق کے موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

فاخرجت له عجينا فبصق فيه وبارك ثم عمد الى برمتنا فبصق وبارك

﴿بخاری ۵۸۹، مسلم ج ۲ ص ۱۷۸﴾

حضور ﷺ نے میرے آٹے اور ہنڈیا میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ برکت کے لئے کھانے پینے کی اشیاء میں دم کرنا جائز ہے۔ یا یہ حضور ﷺ کی خصوصیت ہو سکتی ہے اگر اس سے مروجہ دم پر استدلال کیا جائے تو پھر اس سے بریلوی حضرات ختم پر بھی استدلال کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت

دم کے بارے میں بخاری شریف میں حدیث ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ ایک سفر کے دوران میں ایک عرب قبیلے کے پاس رکے ان سے مہمانی طلب کی۔ انہوں نے مہمانی دینے سے انکار کر دیا خدا کی قدرت ان کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا بہت علاج کیا مگر فائدہ نہ ہوا کوئی بولا یہ جو جماعت آکر ٹھہری ہوئی ہے شاید ان کے پاس اس کا کوئی دوا دارو ہو چنانچہ وہ ہمارے پاس آئے اور کہا اے قافلے والو ہمارے سردار کو بچھو نے ڈس لیا ہے اور کوئی علاج کارگر ثابت نہیں ہوا تمہارے پاس اس کا کچھ توڑ ہے؟ میں نے کہا ہاں خدا کی قسم ہے میں دم کروں گا لیکن واللہ ہم نے تم سے مہمانی طلب کی مگر تم نے انکار کر دیا اب تو معاوضہ لئے بغیر میں تمہیں دم نہیں کروں گا چنانچہ تیس بکریوں میں معاملہ طے ہو گیا میں نے جا کے الحمد شریف پڑھ کر پھونک ماری اسے اتنی جلدی آرام آیا اور

وہ چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا۔ جیسے بندھے ہوئے جانور کی رسی کھول دی جائے اسے ذرا بھی تکلیف نہ رہی اور وہ کہنے لگا انہیں ان کا معاوضہ دے دیا جائے۔ ہم میں سے بعض نے کہا آؤ انہیں آپس میں تقسیم کر لیں۔ میں نے کہا حضور ﷺ سے پوچھ کر کریں گے آپ ﷺ نے پورا ماجرا سن کر فرمایا تجھے کیسے معلوم ہوگیا تھا کہ الحمد شریف دم ہے تم نے ٹھیک کیا ہے انہیں آپس میں بانٹ لو اور بیچ میں ہمارا حصہ بھی ہوگا اور ساتھ ہی آپؐ نے مسکراہٹ کے پھول بکھیر دیئے۔

(ص ۳۰۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آخر میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:-

ان احق ما اخذتم علیه اجراً کتاب الله ﴿بخاری ص ۸۵۴﴾

کتاب اللہ پر تم معاوضہ لینے کے زیادہ حق دار ہو۔

دم اور معاوضہ

اس حدیث سے دلیل لی گئی ہے کہ نہ صرف دم کرنا جائز ہے بلکہ اس کا معاوضہ طلب کرنا بھی جائز ہے۔ مگر اس استدلال میں ذرا نظر ہے۔ ایک تو یہ وہ کافر لوگ تھے۔ دوسرے انہوں نے مہمانی نہیں دی۔ مہمانی مہمان کا حق ہے جو اگر بہ رضا و رغبت نہ ملے تو جبراً بھی لیا جا سکتا ہے۔ صحابہ کرام کو نبی علیہ السلام کی طرف سے اس بات کی اجازت تھی۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ ہمیں باہر بھیجتے ہیں ہمیں کسی قوم کے پاس ٹھہرنا پڑتا ہے لیکن وہ ہمیں مہمان بنانے پر آمادہ نہیں ہوتے تو ایسے میں کیا کرنا چاہئے' تو فرمایا:-

ان نزلتم بقوم فامروا لكم بما ينبغي للضيف فاقبلوا فان لم يفعلوا فخذوا منهم حق الضيف الذى ينبغي لهم ﴿بخارى ص٩٠٦، مسلم ج ٢ ص ٨١﴾

تم کہیں جاؤ وہاں کے رہنے والے اگر اپنے آپ
مہمانوں کا حق ادا کریں تو فبہا ورنہ ان سے ان کی حیثیت
کے مطابق مہمان کا حق وصول کرو۔

نیز آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے۔

ايما مسلم ضاف قوما فاصبح الضيف محرو ما كان حقا على كل مسلم نصره حتى ياخذ له بقرى ليلة من ماله و زرعه ﴿ابوداؤد ج ٣ ص ٣٩٨﴾

جس قوم کا مہمان بھوکا رہے سب مسلمانوں پر اس کی مدد فرض ہو جاتی ہے انہیں چاہئے کہ متعلقہ شخص کے مال اور کھیتی سے مہمان کو ایک دن کی مہمانی کا حق وصول کر کے دیں۔

ابو سعید خدری ﷜ کی روایت میں صاف یہی پوزیشن ہے۔ اس میں باقاعدہ یہ الفاظ ہیں۔

والله لقدا استضفنا كم فلم تضفيفونا فما انا براق لكم حتى تجعلو نا جعلا ﴿بخارى ص ٣٠٤﴾

بخدا ہم نے تم سے مہمانی طلب کی تم نے ہمیں مہمانی نہ دی اب بغیر معاوضہ لئے میں تمہیں دم نہیں کروں گا۔

یعنی انہوں نے مجبور ہو کر باول نخواستہ ان سے معاوضہ طلب کیا جو انہیں دینا پڑا اور شاید اللہ تعالیٰ نے ان کے سردار کو بچھو سے کٹوایا ہی اس لئے تھا کہ ان کو اپنے کئے کی سزا ملے جو سیدھی طرح نہ دے اللہ تعالیٰ اس سے دوسری طرح

بھی نکلوا لیتے ہیں۔

نیز اگر یہ فقط دم کی اجرت ہوتی تو اس کے حق دار صرف ابو سعید رضی اللہ عنہ تھے مگر یہ بکریاں پورے قافلے میں مال غنیمت کی مانند تقسیم کی گئیں۔ ہمارے بھائیوں نے اس حدیث سے دم کی اجرت پر تو دلیل پکڑ لی مگر اسے تقسیم کرنا بھول گئے انہیں چاہئے کہ اس حدیث کے مطابق اسے اپنے ساتھیوں میں بانٹ بھی دیا کریں بلکہ

اقسموا واضربوا لی معکم سھما۔

کے مصداق اپنے سربراہ جماعت کا حصہ بھی رکھا کریں۔

دم اور کاروبار

قارئین کرام! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان

ان احق ما اخذ تم علیه اجرا کتاب اللہ

کو اگر دم کے کاروبار کی عام اجازت پر محمول کر لیا جائے تو صحابہ کرامؓ جو نہایت اطاعت گزار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشاروں پر چلنے والے تھے انہیں چاہئے تھا کہ جھٹ دم درود کی دکانیں کھول لیتے مگر مجال ہے جو کسی ایک نے بھی یہ بزنس شروع کیا ہو۔

ابو سعید خدری کہ جنہیں معلوم ہو گیا تھا کہ ان کے دم میں اس قدر تاثیر ہے اور ان کے ہاتھ میں اتنی شفا ہے' نے بھی اس طرف توجہ نہ فرمائی۔ ان سب لوگوں کی کاروباری توجہ صنعت و حرفت اور تجارت کی طرف مبذول رہی۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔

عن رافع بن خدیج قال قیل یارسول اللہ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ و کل بیع مبرور ﴿احمد﴾

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کونسا پیشہ بہترین ہے فرمایا ہاتھ کی صنعت اور

صحیح تجارت۔

گستاخی معاف میں تو سوچتا ہوں اگر دم تعویذ کا پیشہ اتنا ہی باوقار، عزت والا اور علمائے کرام کی شان کے لائق ہوتا تو خود آنحضرت ﷺ ہی نہ شروع فرما لیتے۔ انہیں کون سے مرتبے ورثہ میں ملے ہوئے تھے۔

دم اور ہدیہ

البتہ بعض احادیث سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ صرف اتنی ہے کہ دم سے شفا پانے کے بعد اگر کوئی خوشی سے کچھ دے دے تو اسے قبول کرنا جائز ہے۔

خارجہ بن صلت تمیمی کے چچا (علاقہ بن صحار تمیمی) سے روایت ہے کہ وہ حضور ﷺ کے پاس آئے اسلام قبول کیا۔ اب لوٹ کر جا رہے تھے تو ان کا ایک قوم پر گزر ہوا۔ وہاں ایک دیوانہ لوہے میں جکڑا ہوا تھا اس کے گھر والوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی (ﷺ) بھلائی لے کر آئے ہیں تمہارے پاس کچھ ہے جس سے علاج کر سکو۔ میں نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو اسے آرام آگیا انہوں نے مجھے سو بکریاں دیں میں نے حضور ﷺ کو بتلایا تو فرمایا۔

لمن اکل برقیة باطل لقد اکلت برقیة حق ﴿ابوداؤد ج ٤ ص ١٩﴾

باطل دم سے کھانا گناہ ہے تم نے تو سچے دم سے کھایا ہے۔

ظاہر ہے کہ ایک دم کا معاوضہ سو بکریاں نہیں ہو سکتیں یہ تو شفایابی سے خوش ہو کر انہوں نے اکٹھی سو بکریوں کا ریوڑ صحابی مذکور کو انعام میں دے دیا تھا۔

اس قسم کا سابقہ ایک سفر کے دوران میں خود نبی ﷺ کو بھی پیش آیا تھا۔

ایک بچے پر جن کا اثر تھا اس کی والدہ نے حضور ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے

(بغیر مار پیٹ کے) جن کو اخساء عدو اللہ انا رسول اللہ تین بار کہہ کر ڈانٹا اور وہ نکل گیا۔

بعد میں اس عورت نے حضور ﷺ کو دو بکریاں پیش کیں آپؐ نے ساتھیوں سے فرمایا ایک رکھ لو دوسری واپس کردو۔

یہ حدیث حضور ﷺ کے معجزات کے سلسلہ میں بیان ہوئی ہے جو دارمی جزء اول باب ما اکرم اللہ به نبیه من ایمان الشجر و البهائم والجن کے تحت عن جابر بن عبداللہ مذکور ہے۔

یہ کاروبار پر ہرگز دلالت نہیں کرتی۔ حضور ﷺ نے اس سے کوئی سودا نہیں طے کیا تھا آرام آجانے کے بعد دوسری ملاقات میں عورت نے ازخود یہ کہہ کر پیش کش کی۔

اقبل منی هدیتی ﴿ایضاً﴾

مجھ سے ہدیہ قبول فرمالیجئے۔

آپؐ نے اس کا دل رکھنے کو ایک بکری قبول فرمالی۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا بغیر کاروبار کھولے بغیر طمع رکھے اور بغیر اشراف نفس کے اگر کوئی کچھ دے دے تو اسے قبول کیا جا سکتا ہے۔

غالباً ائمہ کرام نے جو رقیہ (دم) کی اجرت کو جائز رکھا ہے۔ اس کی نوعیت یہی ہوگی۔ دم کو باقاعدہ دکان داری کے طور پر اختیار کرلینا شریعت اسلامیہ سے ہرگز ثابت نہیں۔ نہ سلف صالحین سے اس کا ثبوت ملتا ہے ان احق ما اخذتم علیه اجرا کتاب اللہ والی حدیث پر اسی طرح عمل کرنا چاہئے جس طریقے سے ثابت ہے۔ نبی علیہ السلام یا کسی صحابی سے ثابت نہیں کہ انہوں نے کبھی کسی مسلمان بھائی سے تعویذ یا دم کی اجرت کا مطالبہ کیا ہو۔

تقویٰ کی نمائش

بعض دم یا تعویذ گنڈا کرنے والے بظاہر بڑی بے نفسی کا مظاہرہ کرتے ہیں ان کے بارے میں عام طور پر یہ مشہور ہوتا ہے کہ وہ حضرت صاحب ذرا لالچی نہیں کوئی دے دے تو لے لیتے ہیں ورنہ مانگتے نہیں بے چارے بہت اللہ لوگ ہیں۔

حلانکہ ایک دفعہ کوئی بغیر مٹھی گرم کیئے چلا جائے تو اگلی بار اس سے سیدھے منہ بات نہیں کرتے ہمارا جو تجربہ ہے وہ یہ ہے۔ شروع شروع میں کوئی دے بھی تو نہیں لیتے پھر دوسرے مرحلے میں کوئی اپنے آپ دے تو لے لیتے ہیں اور تیسرے مرحلے میں منہ مانگے وصول کرتے ہیں۔ لوگ انہیں بے چارہ سمجھتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے خرانٹ ہوتے ہیں۔ پورے کاروباری ہنر سے کام لیتے ہیں پہلے اچھی طرح ساکھ بنا لیتے ہیں اور پھر دونوں ہاتھوں سے لوٹتے ہیں یعنی پہلے چٹی پھر ہٹی اور پھر کھٹی۔

دم عبادت ہے

میرے بھائی دم ایک دعا ہے۔ دعا کو نبی ﷺ نے عین عبادت فرمایا ہے۔

(عن نعمان بن بشیر ترمذی ج ۴ ص ۲۲۳)

بلکہ مخ العبادۃ یعنی عبادت کا مغز قرار دیا ہے۔

(عن انسؓ ترمذی ج ۴ ص ۲۲۳)

اور یہ خالص دینی معاملہ ہے اس کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔
یہ لالچ کے بغیر چاہیئے اسے دیگر پیشوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

یہ میں نے اس لئے عرض کیا کہ ہمارے روحانی معالجین اور ان کے سرپرست دم فروشی کے لئے اولاً احادیث سے استدلال کر کے اسے سنت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ پھر اس پر تعویذ فروشی کو قیاس کر لیتے ہیں۔

جب ادھر سے ٹھیک ٹھاک جواب ملتا ہے تو فوراً پینترا بدل کر کہتے ہیں کہ ہم سرے سے اسے شرعی مسئلہ ہی نہیں سمجھتے یہ تو ایلوپیتھی ہومیوپیتھی اور یونانی علاج کی طرح ایک روحانی طریق علاج ہے اور اس کے دام کھرے کئے جا سکتے ہیں منع تو احداث فی الدین ہے۔

گر ہمیں مکتب و ملا است　　　　کار طفلاں تمام خواہد شد

حضور والا تعویذ اگر شرعی مسئلہ نہیں ہے تو کل کو پھر یہ بھی کہہ دیا جائے گا دم بھی شرعی مسئلہ نہیں ہے۔ دعا بھی شرعی مسئلہ نہیں ہے عبادت بھی شرعی مسئلہ نہیں ہے۔ اندازہ فرمایئے اپنے تعویذ کو جائز کرنے کے لئے انہوں نے پورے دین کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔

میرے بھائی تعویذ اگر شرعی مسئلہ نہیں بلکہ فقط ایک دنیاوی کاروبار ہے اور ڈاکٹروں کی طرح کا ایک علاج ہے تو پھر اس کیلئے بازاروں کا رخ کرنا چاہئے۔ کوئی تعویذ مارکیٹ کھولنی چاہئے جہاں دکانوں پر اس قسم کے بورڈ آویزاں ہوں یہاں جھاڑ پھونک کا کام کیا جاتا ہے۔ یہ تعویذ گنڈے کی دکان ہے۔ یہاں جن بھوت نکالے جاتے ہیں۔ یہاں آسیب کا شرطیہ علاج ہوتا ہے وغیرہ۔

یہ تسبیح پکڑ کر اور صوفی صاحب بن کر اور گھونگھٹ نکال کر مسجدوں کے حجروں میں مجرے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا قوم کو دھوکہ دینا مقصود ہے؟ کاروبار پر محمول کر کے تو کھانے پینے والی تمام بدعات کو جائز ثابت کیا جا سکتا ہے اور ان کے لئے بڑی آسانی سے راہ ہموار کی جا سکتی ہے۔ عجیب بات ہے جس تعوذ کا حکم قرآن پاک میں بھی ہے۔ (مثلاً سورۃ مومن ۵۶) اور حدیث نبوی ﷺ میں بھی ہے۔ (مثلاً عن ابی ہریرہ صحیحین) وہ ان کے نزدیک سرے سے شرعی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ اور یہ صرف اس لئے کہ ان کی گاھکی نہ ماری جائے۔ لالچ بری بلا ہے۔

نفع

گزشتہ صفحات میں آپ حدیث پڑھ آئے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر تم میں کوئی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے تو پہنچائے۔
(عن جابر ؓ۔ مسلم ج ۲ ص ۲۲۴)
یہ ظالم اس سے بھی تعویذ پر استدلال کر لیتے ہیں کیونکہ بقول ان کے اس میں بھی بہت نفع ہوتا ہے۔ برادران گرامی قدر! تعویذ خریدنے والوں کو نفع پہنچے یا نہ پہنچے البتہ تعویذ بیچنے والوں کے لئے نفع سو فیصد یقینی ہے۔ حالانکہ نبی علیہ السلام نے یہ حدیث دم کے بارے میں ارشاد فرمائی تھی تعویذ کے بارے میں نہیں ارشاد فرمائی تھی اگر نفع ہی محل استدلال ہے اور اس کو اتنا ہی عام کرنا ہے تو منافع تو شراب اور جوئے میں بہت ہیں۔

ازراہ حسد؟

بعض بزرگ یہ طعنہ دیتے ہیں کہ تعویذ کی مخالفت ازراہ حسد کی جاتی ہے۔ اس طرح تو چور' ڈاکو' جیب کترے اور نوسرباز بھی یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ تم لوگ چوریاں' ڈکیتیاں اور نوسربازیاں اس لئے نہیں کرتے ہو کہ تم میں اس کی ہمت استعداد اور صلاحیت نہیں ہے۔
حضرت جی تعویذ گنڈا کرنے کے لئے مدینہ یونیورسٹی سے ڈگری نہیں لانی پڑتی۔ تعویذ فروشی کی مخالفت حسد کی بنا پر نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ یہ پیشہ نہایت ذلیل' حقیر' کمینہ اور واہیات ہے۔ فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون۔
میرے استاد محترم شیخ الحدیث حضرت العلام جناب مولانا ابوالبرکات احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ باوجودیکہ تعویذ فروشی کے قائل تھے تاہم ان کا اپنا یہ عالم تھا کہ ایک بچی کو دم کیا تو معاوضہ میں بطور تحفہ بھی پارکر پن قبول کرنے سے انکار

کر دیا۔ (فتاویٰ برکاتیہ ص ۹)

ہیرا پھیری

اصل بات یہ ہے کہ کسی شخص کو اس کی محنت کا پورا معاوضہ نہ ملے تو وہ آمدنی کے چور دروازے سے نکل لیتا ہے ہیرا پھیری کرتا ہے اور غبن مارتا ہے۔ سرکاری ملازم بگڑے تو رشوت لیتا ہے مولوی بگڑ جائے تو چندہ خوری کرتا ہے مفت بری کرتا ہے تعویذ بیچتا ہے اور بدعت نوازی کرتا ہے۔

ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیا کلون اموال الناس بالباطل۔

بہت سے علماء اور درویش باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھا جاتے ہیں۔

گزارش

مساجد و مدارس کے منتظمین سے میری درخواست ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں علماء اور خطباء کے لئے کم از کم مشاہرہ پانچ ہزار، ائمہ اور قراء کے لئے تین ہزار اور موذنین و خدام کے لئے دو ہزار ہونا چاہئے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے فرائض منصبی سے کماحقہ عہدہ برآ ہو سکیں گے اور انہیں حصول زر کے لئے ناجائز ذرائع استعمال نہیں کرنا پڑیں گے اور نہ انہیں جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے کے لئے اجتہاد کی ضرورت محسوس ہوگی۔

آخر میں بصد ادب علمائے کرام سے بھی ملتجیانہ گزارش ہے کہ وہ لالچ کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں اس حقیر مادی دوڑ میں شامل نہ ہوں اس سے ان کی بدنامی ہوتی ہے۔ اگر انہیں اپنی عزت کا خیال نہیں تو کم از کم اسلام کی عزت کا پاس کریں اس کی حالت پر رحم فرمائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ علمائے کرام کی توہین سے بالوسطہ اسلام کی توہین ہو جاتی ہے۔ خداوند کریم ہم سب کو معاف فرمائے۔

ضمیمہ

تعویذ کی شرعی حیثیت کے موضوع پر ایک نیا کتابچہ نظر پڑا۔ اس میں کچھ شبہات پیدا کئے گئے ہیں میں چاہتا ہوں لگے ہاتھوں ان کا بھی ازالہ ہو جائے۔ اس کے مصنف ایک طرف تو تعویذ کو امور دنیا میں سے شمار کرتے ہیں اور اسے ایلوپیتھی یا ہومیوپیتھی یا آکو پنکچر کی طرح ایک جائز طریق علاج تصور کرتے ہیں۔
(۳۰ تا ۳۳)

دوسری جانب صاف لکھتے ہیں کہ یہ کاروبار ناجائز ہے۔ (ص ۶)

میرے نزدیک یہ پالیسی متضاد ہے۔ اس کاروبار کے ناجائز ہونے کی ایک وجہ انھوں نے یہ بیان کی ہے۔ کہ تعویذ فروش غریب عوام سے تعویذوں کی ہزاروں کے حساب سے قیمت وصول کر رہے ہیں۔ (ص ۵)

سوال یہ ہے کہ جب تعویذ امور دنیا میں سے ہے اور جائز طریقہ علاج ہے تو پھر ہزاروں لینے پر کیا اعتراض ہے۔ کیا تھوڑے پیسے لینے جائز ہیں؟ اور کیا ڈاکٹر لوگ کم فیس لیتے ہیں؟ پھر ڈاکٹری پیشہ پر بھی پابندی عائد ہو جانی چاہیے۔ صرف تعویذ فروشوں پر یہ نظر کرم کس لئے ہے۔

نیز لکھتے ہیں کہ تعویذ لینے والیاں گھروں سے بن ٹھن کر نکلتی ہیں۔ (ص ۵)
گزارش ہے کہ عورتیں تو ڈاکٹروں کے پاس بھی' شاپنگ سینٹروں میں بھی اور ہوٹلوں میں بھی بن ٹھن کر پہنچتی ہیں تو کیا یہ سب کاروبار حرام ہو جانے چاہئیں؟ بلکہ میرا سوال ہے اگر بن ٹھن کر آنے والی عورتوں کو مفت میں تعویذ مل جائے یا بغیر بنے ٹھنے قیمتاً مل جائے تو پھر جائز ہے؟ مصنف ہذا کو تعویذ فروشوں پر یہ بھی اعتراض ہے کہ یہ مصائب دور کرنے' بگڑی بنانے' مشکلات دور کرنے'

کاروبار چمکانے' اولاد ہونے' ویزے حاصل کرنے اور خاوند کو تابع کرنے وغیرہ کے تعویذ بھی فروخت کرتے ہیں۔ بقول ان کے اس طرح تعویذ فروش رب کی صفات کا حامل بن جاتا ہے۔ (ص ٦)

میرا پھر یہی سوال ہے اگر ان سارے کاموں کیلئے بلاقیمت تعویذ مل جائے تو پھر تعویذ کرنے والا رب کی صفات کا حامل نہیں بنتا؟ بلکہ میں پوچھنا چاہتا ہوں اگر ان مشکلات کیلئے تعویذ دینے سے انسان رب کی صفات کا حامل بن جاتا ہے تو پھر وہ کونسی مشکلات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی دور کر سکتا ہے۔ کیونکہ تعویذ تو کسی نہ کسی مشکل کو رفع کرنے اور مصیبت کو دور کرنے کیلئے ہی استعمال کئے جاتے ہیں۔ شوقیہ تو نہیں پہنے جاتے۔ یہ کوئی زیور تو نہیں ہے۔

تمیمہ کا معنی

اولاً لکھتے ہیں تمیمہ کا معنی تعویذ نہیں منکے ہیں۔ پھر المنجد کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ منکے یا اس سے ملتی جلتی چیزیں (ص ۹) پھر فتح المجید ص ۱۲۷ سے علامہ خلخالی کا قول نقل کرتے ہیں کہ تمیمہ ان ہڈیوں اور منکوں کو کہا جاتا ہے جو بچوں کے گلے میں لٹکائی جاتی ہیں۔ (ص ۱۰) پھر لکھتے ہیں اب تمیمہ عام ہے.......... جس پر اللہ کے رسول ﷺ تمیمے کا اطلاق کر رہے ہیں دراصل وہ درخت کی چھال کا دھاگہ یا درخت کی کوئی اور چیز تھی (ص ۷۸ بحوالہ شرح معانی الاثار ج ۴ ص ۳۲۵) نیز لکھتے ہیں تمیمہ کا اطلاق شرکیہ الفاظ والے تعویذ پر ہوتا ہے۔ (ص ۵۴)

غور فرمائیے ایک طرف یہ دو ٹوک انداز میں تمیمہ کا معنی منکے کرتے ہیں۔ دوسری جانب پھر اس کا معنی وسیع سے وسیع تر ہوتا ہے۔ لیکن مروجہ تعویذ کو اس میں شامل نہیں فرمایا۔ کیونکہ یہ ان کا پسندیدہ مسلک ہے۔

ص ۵۷ پر لکھتے ہیں قرآنی تعویذ کو شرک ثابت کرنا دور کی بات ہے آپ تمیمہ کو بھی شرک ثابت نہیں کر سکتے۔ جتنی روایات اس بارے میں آئی ہیں سب کی سب ضعیف ہیں اور ص ۹۰ پر خود ہی اس حدیث کی صحت کا اعتراف فرمایا ہے جس میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک وفد کے نو آدمیوں سے بیعت لے لی اور ایک سے نہ لی کیونکہ اس نے تمیمہ پہنا ہوا تھا۔ اس نے کاٹ کر پھینک دیا تب آپؐ نے اس سے بیعت لی اور فرمایا جس نے تمیمہ لٹکایا اس نے شرک کیا۔

(مسند احمد ص ۱۵۷ ج ۴)

ص ۵۰ پر لکھتے ہیں حضرت عائشہؓ کی روایت کی تصحیح میں کسی کو اختلاف نہیں اس کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

عن عائشة قالت التمائم ما علق قبل نزول البلاء وما علق بعده فليس بتميمة ﴿مستدرك حاكم ص ٢١٧ ج ٤﴾

تمیمہ اس کو کہتے ہیں جو تکلیف کے نزول سے پہلے لٹکایا جائے اور جو تکلیف کے نزول کے بعد لٹکایا جائے اسے تمیمہ نہیں کہتے۔ اس کا مطلب انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ "حضرت عائشہؓ مصیبت کے نزول کے وقت پناہ پکڑنے والی چیز کو تمیمہ نہیں کہتیں کیونکہ اس میں شرکیہ الفاظ نہیں ہوتے۔ لہذا وہ تمیمہ نہیں تعویذ ہے۔"

(ص ۵۳)

اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک تمیمہ بھی شرک نہیں۔ ہاں اس میں اگر شرکیہ الفاظ پائے جائیں تو شرک ہے۔ ورنہ وہ تعویذ ہے۔ اور اس سے پہلے آپ ص ۵۴ کے حوالے سے یہ بھی پڑھ آئے ہیں کہ ان کے نزدیک تمیمہ کا اطلاق شرکیہ الفاظ والے تعویذ پر ہوتا ہے۔ تو بات یہ ہے کہ تمیمہ اور تعویذ میں کیا فرق باقی رہ گیا ہے۔ حالانکہ شروع کتاب میں مصنف تعویذ کو تمیمہ سے الگ ثابت کرنے پر پورا زور لگا چکے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کے قول کی تشریح میں اپنی حمایت کیلئے انہوں نے امام طحاویؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ قبل از نزول بلا تعویذ پہننا شرک ہے۔ بعد از نزول بلا پہننا علاج ہے۔ (ص ۵۱) یہ بڑا فضول قسم کا فلسفہ ہے اگر بیماری سے بچنے کے لئے تعویذ کا سہارا لینا شرک ہے تو بیماری کو دور کرنے کے لئے تعویذ کا سہارا لینا کیوں شرک نہیں۔ یعنی اگر بیماری سے شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے تو بیماری سے بچانے والا بھی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے قبل از نزول بلا تمیمہ اگر شرک ہے تو بعد میں بھی شرک ہے اگر پہلے شرک نہیں تو بعد میں بھی شرک نہیں۔ یہ قبل اور بعد کی تفریق ناقابل فہم ہے۔

اس سے خود حامیان تعویذ کے موقف کی تردید ہو جاتی ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمیمہ اور غیر تمیمہ میں اصل فرق منکے اور قرآن کا نہیں۔ بلکہ قبل از نزول بلا اور بعد از نزول بلا کا ہے۔ یعنی اگر قبل از نزول بلا لٹکایا جائے تو وہ تمیمہ ہے چاہے وہ قرآن ہو یا منکا۔ اور اگر بعد از نزول بلا لٹکایا جائے تو وہ تمیمہ نہیں چاہے وہ منکا ہی کیوں نہ ہو۔

اصل بات یہ ہے حضرت عائشہؓ کی روایت اگر صحیح ہے تو اس کا تمیمہ کے جائز و ناجائز ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ صرف لغوی تشریح ہے یعنی حضرت عائشہؓ کے خیال میں تمیمہ اسے کہتے ہیں جو قبل از نزول بلا لٹکایا جائے جہاں تک بعد از نزول بلا کا تعلق ہے وہ جائز ہے یا ناجائز اس سے بحث نہیں۔ لغتاً" بہرحال وہ تمیمہ نہیں ہے مصنف کا کہنا ہے مشرکین قبل از مصیبت خوشحالی میں تو منکا لٹکا لیتے تھے۔ تو یہ شرک کرتے تھے لیکن مصیبت کے وقت چونکہ خالص اللہ کی بندگی کرتے ہوئے صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے۔ باقی سب کو بھول جاتے۔ تو وہ منکا کیسے لٹکا سکتے تھے۔ (ص ۵۳)

قبل اور بعد کا فرق کرنے کے لئے مصنف نے محض یہ ایک بات بنائی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے اس بات کا ہرگز ثبوت نہیں کہ مشرکین جب مصیبت کے

وقت خالص اللہ کو پکارتے تھے تو اپنے تمیمے اتار دیتے تھے۔ کیونکہ وہ شرکیہ ہوتے تھے۔

ابھی بیان ہوا کہ ان کے نزدیک حضرت عقبہ بن عامرؓ کی یہ روایت صحیح ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص سے بیعت نہ لی کیونکہ اس نے تمیمہ لٹکایا ہوا تھا اور آپؐ نے فرمایا جس نے تمیمہ لٹکایا اس نے شرک کیا۔ ہمارے نزدیک نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ اس لئے آپؐ کو علم نہیں تھا کہ اس شخص نے جو تمیمہ لٹکا رکھا ہے اس میں شرکیہ الفاظ ہیں یا نہیں۔ نہ ہی آپ نے اس سے دریافت کیا کہ اس میں شرکیہ الفاظ تو نہیں؟ یا تم نے اسے قبل از نزول بلا پہنا ہے یا بعد از نزول بلا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بہر صورت منع ہے۔ یہ دم کی طرح نہیں ہے کہ اگر اس میں شرک نہ ہو تو جائز ہے نیز یہ سمجھنا کہ تمیمہ ہوتا ہی شرک پر مبنی تھا غلط بات ہے۔ کیونکہ جس طرح ان کے دم شرکیہ و غیر شرکیہ دونوں طرح کے ہوتے تھے۔ اسی طرح ضروری نہیں کہ ان کے سب تمیمے شرکیہ ہی ہوتے ہوں۔ اس حقیقت کو خود مصنف نے بھی تسلیم کیا ہے۔ (ص ۵۴)

حضرت عامر بن ربیعہؓ نے سہل بن حنیفؓ کو نظر لگا دی۔ نبی ﷺ نے عامرؓ کا استنجا اور وضو کروا کر مستعمل پانی سہل پر ڈالا تو وہ ٹھیک ہو گئے۔

(مشکوۃ بحوالہ شرح السنہ)

اس کے متعلق مصنف ہذا فرماتے ہیں خود سوچیں عامرؓ کے ہاتھ پاؤں چہرہ گھٹنے اور پاؤں کی انگلیوں کے کناروں پر دوائی لگی ہوئی تھی...... یہ سب طریقہ علاج تھا۔ (ص ۳۸)

میں پوچھتا ہوں اگر اعضاء وضو میں دوا نہیں لگی ہوئی تھی تو کیا ان کی آنکھوں میں ہی تیر لگے ہوئے تھے۔ میرے بھائی اگر آنکھوں کی طاقت مسلم ہے تو اعضاء وضو کی تاثیر کو بھی تسلیم کرنا چاہئے۔ مگر اس سے کاغذ کی پڑیوں پر استدلال درست نہیں۔ اور یہ تقریباً ایسے ہی ہے جیسے نبی ﷺ نے مکھی کے بارے میں

ارشاد فرمایا کہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے پر میں شفاء ہے۔
(عن ابی ہریرہ ﷛ بخاری ص ۴۶۷)

حضرت ام سلمہؓ مریضوں کو نبی ﷺ کا بال بگھو کر پلاتی تھی۔
(بخاری کتاب اللباس ص ۸۷۵)

حضرت اسماء بنت ابی بکر ﷛ سے حصول شفاء کیلئے نبی ﷺ کے جبے کا استعمال بھی ثابت ہے۔ (کتاب اللباس، مسلم ص ۱۹۰)

مصنف نے ام سلمہؓ والی روایت کو حدیث رسول قرار دیا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکا ان کے نزدیک حدیث رسول ﷺ کی کیا تعریف ہے۔ ان دونوں روایتوں سے انہوں نے تعویذ کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ (ص ۴۳)

حالانکہ شیخینؒ نے ان روایتوں کا ذکر کتاب الطب والرقی میں نہیں بلکہ کتاب اللباس میں کیا ہے۔

اور یاد رہے یہ صرف محبت کیوجہ تھا۔ صحابیات تو نبی ﷺ کے پسینے سے بھی برکت حاصل کرتی تھیں۔ (عن ام سلیمؓ مسلم ج ۲ ص ۲۵۷)

حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام کو آنحضرت ﷺ کا بلغم بھی چہروں پر ملتے دیکھا گیا۔ (سیرۃ النبی ص ۳۴۲)

کیا کسی تعویذ کے حمایتی میں یہ جرأت ہے کہ کسی تعویذ کرنے والے مولوی صاحب کا کھنگار یا پسینہ اپنے منہ پر مل لے۔ بلکہ بعض احناف اپنی کتابوں میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر ﷛ اور حضرت مالک بن سنان ﷛ نے نبی ﷺ کا خون پی لیا تھا۔ نیز وہ کہتے ہیں آپؐ کا پاخانہ اور پیشاب پاک تھے۔ اب یہ تعویذ کرنے والوں کے فضلات کے بارے میں کیا خیال ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض نے حضرت یعقوب کی بینائی لوٹ آئی اس کے متعلق مصنف ہذا لکھتے ہیں اب سوچئے کہ یوسفؑ کی قمیض کے ساتھ کیا مرہم لگا ہوا تھا۔ یا کوئی دوائی تھی یہ برکت ہی تو تھی جو شفا کا سبب بنی (ص ۳۹) یہ برکت والی بات سراسر

تجاہل عارفانہ ہے۔ کیا حضرت یعقوبؑ یا ان کا کرتہ برکت کے بغیر ہی تھے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ نبی ﷺ نے اپنے جبہ مبارک کی برکت سے حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کی آنکھیں کیوں نہ درست فرما دیں اور آپؐ نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی بینائی لوٹانے کیلئے دعا کیوں فرمائی۔ اپنا جبہ ان کی آنکھوں سے کیوں نہ لگا دیا۔ حضرت یوسفؑ کی قمیض سے حضرت یعقوبؑ کی بینائی کا لوٹ آنا فقط ایک معجزہ تھا۔ ان کے غم کا آغاز بھی حضرت یوسفؑ کی قمیض سے ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اختتام بھی ان کی قمیض سے فرمایا معجزات سے تعویذوں پر استدلال کرنا ناانصافی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی نے بہت معجزے دکھلائے ہیں تو کیا ہمیں تعویذ کرنے والوں کے ڈنڈوں کی برکت کا بھی قائل ہو جانا چاہئے۔ مصنف نے تعویذ کے جواز میں متعدد بزرگوں کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

میں کہتا ہوں اگر جائز و ناجائز کا معیار بزرگ ہی قرار پا گئے ہیں تو پھر گزارش ہے کہ ہمارے اپنے کئی ثقہ اور مستند قسم کے بزرگ تعویذ بیچتے بھی تو رہے ہیں۔ تو پھر تعویذ بیچنا کیوں جائز نہیں۔ کیا خیال ہے یہ سب معاذ اللہ حرام ہی کھاتے رہے ہیں۔ اس اہلحدیث مصنف نے حضرت حسینؓ کے پڑپوتے کا حوالہ بھی دیا ہے کہ انہوں نے تعویذ کیا تھا۔ (ص ۷۹ ' بحوالہ در مسور ص ۱۸۶ ج ۴)

میں اس کے سوا کیا عرض کر سکتا ہوں کہ ہمارا دین حضرت حسینؓ کے پڑپوتے سے نہیں حضرت حسین کے نانا سے چلا ہے۔ (ﷺ) اگر یہاں سے کچھ مل سکتا ہے تو پیش کیجئے۔ اس قسم کے رطب و یابس حوالوں سے تو بہت کچھ ثابت کیا جا سکتا ہے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تشریف لائے ہیں۔ اور عموماً ہر پیغمبر نے خطرات میں گھری ہوئی زندگی گزاری ہے۔ کوئی ثابت کر دے کہ اپنی حفاظت کے لئے ان میں سے کسی نے کبھی تعویذ پہنا ہو۔ اگر ان کا اللہ تعالیٰ حافظ تھا تو کیا ہمارے لئے ہی یہ مولوی صاحبان حافظ ہیں۔ کہ جب تک ان سے چٹ لے کر گلے میں نہ

ڈال لی جائے اس وقت تک ہم محفوظ ہی نہیں ہو سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ بھی ہماری حفاظت کی ذمہ داری لینے پر تیار نہیں ہوتا۔

الحاصل تعویذ کے جواز پر قرآن و سنت سے کوئی دلیل نہیں۔ لہٰذا اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں اور یہ چونکہ دنیوی نہیں بلکہ خالص دینی معاملہ ہے اس لئے اسے بدعت کہنا بھی بے جا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

محمد قاسم خواجہ

۱۹۹/بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

فون : ۲۵۰۸۲۲

✺

وسیلہ

کتاب و سنت کی روشنی میں (طبع سوم)

اللہ تعالیٰ کو براہ راست پکارنا چاہئے اور بلاواسطہ اس کی عبادت کرنی چاہئے یا بزرگوں کے وسیلے سے؟ یہ مسئلہ اہل توحید اور اہل شرک کے درمیان ہمیشہ متنازعہ رہا ہے۔ دکھ اس امر کا ہے کہ اب یہ مسئلہ خود مسلمانوں کے درمیان بھی متنازعہ فیہ بن چکا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ غیر مسلم! اپنے بڑوں کے بت پوجتے ہیں اور یہ مسلمان قبریں پوجتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔ کونسی شے انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی ہے اور کیا چیز وسیلہ ہے؟ اور کیا چیز وسیلہ نہیں ہے؟ اس کتاب میں اس مسئلہ پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔ قیمت -/۴۵ روپے

فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر

(طبع سوم)

حنفیہ کو فتاویٰ عالمگیری پر بہت ناز ہے۔ بقول ان کے اسے پانچ سو علماء نے ترتیب دیا ہے۔ جب بھی اسلامی نفاذ کی بات ہوتی ہے ان سب کی یہ کوشش ہوتی ہے کسی طرح یہ نافذ العمل ہو جائے۔ عام مسلمانوں کو چونکہ صحیح واقفیت نہیں ہوتی اس لئے وہ ان کی باتوں سے مرعوب ہو جاتے ہیں خاکسار نے اپنی کتاب میں فتاویٰ عالمگیری کے متعدد اقتباسات دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ فتوے کتاب و سنت کا بدل نہیں بلکہ غلط کار اور جرائم پیشہ افراد کے لئے بے حد مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ جو شخص ایک دفعہ یہ کتاب پڑھ لے گا انشاء اللہ پھر وہ ساری عمر فتاویٰ عالمگیری کا نام نہیں لے گا۔ قیمت -/۳۰ روپے

***

حی علی الصلوۃ (طبع دوم)

نماز کے ضروری مسائل (حصہ اول)

خاکسار نے اس کتاب میں فرض اور نفل نمازوں سے متعلقہ وہ مسائل بیان کئے ہیں جو عام طور پر کتابوں میں بیان نہیں کئے جاتے اور جن کی نمازیوں کو بہت جستجو رہتی ہے اور وہ آئے دن اپنے علمائے کرام سے کرید کرید کر دریافت کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اردو کتابوں میں ایسے مسائل کم ہی زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ اگر کہیں ان کا ذکر ملتا بھی ہے تو اس سے ان کی پوری طرح تشفی نہیں ہوتی اور وہ مزید تحقیق کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ بندہ نے حتی الامکان اسی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔

ہفت روزہ الاعتصام لاہور کے جناب علیم ناصری صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

انداز استدلال نہایت واضح اور طرز بیان سادہ اور عام فہم ہے۔ جس کو عالم و عامی بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ ہمارے مدارس کے طلبہ اور مساجد کے خطیب اور امام اس کے مطالعے سے اپنی اور دوسروں کی بھی اصلاح کر سکتے ہیں۔ نیز اپنے حنفی معاصرین سے بحث و نظر میں خاص مدد لے سکتے ہیں۔ ہر مسئلے کی توضیح کے ساتھ اس کے ماخذ کا بھی حوالہ موجود ہے۔ جس سے اصل کتاب کی طرف رجوع کرنے میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ قارئین اس کتاب کو نماز کے موضوع پر نہایت مفید پائیں گے۔ (۹ فروری ۱۹۹۰ء)

حنفیہ نے اس کتاب کا جواب دینے کی کوشش کی ہے مگر اس کی غرض و غایت یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان کے مقتدی کہیں ان سے اور ان کی کتابوں سے بدظن نہ ہو جائیں اور کوئی خاص بات نہیں۔ صرف پردہ ڈالنے کی ایک سعی لاحاصل ہے۔

قیمت -/۴۵ روپے

قد قامت الصلوٰۃ (طبع دوم)

نماز کے ضروری مسائل (حصہ دوم)

اس کتاب کو حی علی الصلوٰۃ کا دوسرا حصہ سمجھنا چاہیے۔ اس میں نماز کے مسائل بالترتیب اور تحقیقی انداز میں تحریر کیے گئے جو بھائی صلوا کما رایتمونی اصلی کے مطابق رسول اللہ ﷺ جیسی نماز پڑھنا پسند فرماتے ہیں یہ کتاب ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ یہ کتاب علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی ہے۔ قارئین محسوس فرمائیں گے کہ اس کتاب کا ہر نمازی کے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ قیمت -/۱۵۰ روپے

تین طلاقیں (طبع سوم)

اس کتاب کا پیش لفظ شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیلؒ نے لکھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر عہد فاروقی کے ابتدائی دو سالوں تک بیک وقت دی ہوئی تین طلاقیں ایک سمجھی جاتی ہیں۔ پھر لوگوں کی جلد بازی کی وجہ سے (ردعمل کے طور پر) حضرت عمرؓ نے تین طلاق کو تین قرار دے دیا۔ (عن ابن عباس، مسلم)

ظاہر ہے کہ اصل حکم وہی ہے جو پہلے تھا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اکٹھی تین طلاق کو تین قرار دیا ہو۔ حنفیہ کے نزدیک یہ صحیح حدیث قابل عمل نہیں ہے۔ یہ اکٹھی دی جانے والی تین طلاقوں کو تین قرار دیتے ہیں اور اس میں مبتلا افراد کو یا تو حیا سوز مشورہ دیتے ہیں کہ ایک رات کے لئے کسی (مولوی صاحب) سے اپنی بیوی کا حلالہ کراؤ یا پھر چپکے سے کان میں کہتے ہیں کسی اہلحدیث سے فتویٰ لے آؤ۔ اس معرکتہ الاراء کتاب میں اسی مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ قیمت -/۴۰ روپے

ہدایہ عوام کی عدالت میں (طبع دوم)

خود اکابر علماء حنفیہ نے تسلیم کیا ہے کہ ہدایہ و دیگر کتب فقہ حنفیہ کی روایتیں ناقابل اعتماد ہیں۔ اس کتاب میں اسی مضمون کی وضاحت کی گئی ہے اور چند نمونے بھی پیش کئے گئے ہیں جس سے اصاغر احناف چیخ اٹھے اور جوابی کارروائی شروع کر دی۔ مگر افسوس کہ جواب میں جواب نہ ہونے کے برابر ہے البتہ گالیاں بہت زیادہ ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ قیمت -/۱۷ روپے

تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں (طبع دوم)

اس کتاب میں تبلیغی نصاب کے حوالے سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہ حقیقت میں حنفیوں کی جماعت ہے اور یہ اسلئے وجود میں لائی گئی ہے کہ سیدھے سادے مسلمانوں کو حنفیت کے جال میں پھنسایا جاسکے اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ انکے عقائد و اعمال بریلویوں بلکہ عیسائی راہبوں سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ قیمت /۴۵